سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2017

بدھ، 7۔جون 2017

(یوم الاربعاء، 11۔رمضان المبارک 1438ھ)

سولھویں اسمبلی: تیسواں اجلاس

جلد 30: شمارہ 4

181

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ7۔جون2017

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

بجٹ

"سالانہ بجٹ برائے سال18-2017پر عام بحث"

183

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

بدھ، 7-جون 2017

(یوم الاربعاء، 11-رمضان المبارک 1438ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 43 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝١ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝٢ وَالنَّهَارِ اِذَا
جَلّٰهَا ۝٣ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ۝٤ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝٥
وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝٦ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝٧ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا
وَتَقْوٰهَا ۝٨ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝٩ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝١٠

سورۃ الشّمس آیات 1 تا 10

سورج کی قسم اور اس کی روشنی کی (1) اور چاند کی جب اس کے پیچھے نکلے (2) اور دن کی جب اُسے چمکا دے (3) اور رات کی جب اُسے چھپا لے (4) اور آسمان کی اور اس ذات کی جس نے اسے بنایا (5) اور زمین کی اور اس کی جس نے اسے پھیلایا (6) اور انسان کی اور اس کی جس نے اس (کے اعضا) کو برابر کیا (7) پھر اس کو بدکاری (سے بچنے) اور پرہیزگاری کرنے کی سمجھ دی (8) کہ جس نے (اپنے) نفس (یعنی روح) کو پاک رکھا وہ مراد کو پہنچا (9) اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا (10)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دَر نبی پر جبیں ہماری جُھکی ہوئی ہے جُھکی رہے گی
ہمارے سینے سُنہری جالی لگی ہوئی ہے لگی رہے گی
خُدا ہے ذاکر میرے نبی کا کبھی نہ یہ ذکر ختم ہو گا
ازل سے میرے نبی کی محفل سجی ہوئی ہے سجی رہے گی
میرے لبوں پر نبی کی نعتیں نبی کے لطف وکرم کی باتیں
کرم سے اُن کے ہی بات میری بنی ہوئی ہے بنی رہے گی
چلوری سکھیوں نبی کے دَر پر بڑا سخی ہے وہ غریب پرور
مدینے والے کی دھوم گھر گھر مچی ہوئی ہے مچی رہے گی

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پر بحث کا آغاز مورخہ 5۔جون 2017 کو ہوا تھا۔آج بھی بحث جاری رہے گی،جو ممبران اسمبلی اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اپنے نام نہیں بھجوا سکے وہ مجھے اپنے نام بھجوا دیں۔چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ)!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ڈاکٹر سید وسیم اختر!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔سردار شہاب الدین خان!

سردار شہاب الدین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!بہت شکریہ۔سب سے پہلے تو میں عرض کرنا چاہوں گا کہ 18-2017 کا 1970۔ارب اور 70 کروڑ روپے کا huge budget ایوان میں پیش کیا گیا۔حزب اختلاف کی طرف سے پری بجٹ اجلاس میں جو بھی تجاویز دی گئیں اُن میں سے کسی بھی تجویز کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔کل میں نے معزز ممبران حزب اقتدار کو بھی سُنا،اُن کی حال وفریاد بھی سُنی کہ اُن کے حلقوں میں بھی کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر!اس huge budget میں جو ترقیاتی فنڈز رکھے گئے ہیں اُن کی بات کرنے سے پہلے میں بجٹ 17-2016 کی بات کروں گا اور پچھلے پانچوں بجٹ دیکھ کر مایوسی ہوتی ہے کہ تخت لاہور کی جتنی بھی سکیمیں بجٹ میں شامل ہوتی ہیں وہ fully funded schemes ہوتی ہیں اور اُن کو چند دنوں یا چند مہینوں میں مکمل کر لیا جاتا ہے اور جنوبی پنجاب کی سکیمیں جن کے لئے ہر سال token money کے نام پر پیسے دیئے جاتے ہیں اور وہ سکیمیں سالہا سال تک مکمل نہیں ہوتیں میں جس کی مثال لیّہ کی دو سکیمیں دوں گا کہ لیّہ، چوک اعظم دورویہ روڈ کا وزیراعلیٰ نے اعلان کیا اور اسی حکومت کو آج پانچ سال ہونے کو ہیں اُس سکیم کا ذکر میں نے بجٹ دستاویزات میں کہیں نہیں پڑا اور میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ اُس دورویہ سڑک کو چند میٹر بنا کر چھوڑ دیا گیا ہے اور ایک penny بھی اُس سکیم کے لئے نہیں رکھی گئی۔اسی طرح سے پانچواں بجٹ پیش ہو چکا ہے اور میں بہادر کیمپس، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کی ہمیشہ بات کرتا ہوں اُس کے لئے بھی کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔خادم اعلیٰ

صاحب دس سال سے حکومت میں ہیں اور وہ ہمیشہ اپنی تقریر یا کسی کانفرنس میں یہی کہتے ہیں کہ ہم نے ترقیاتی کاموں کا رُخ جنوبی پنجاب کی طرف موڑ دیا ہے لیکن آج دسواں سال شروع ہے مجھے تو جنوبی پنجاب اور خصوصاً لیّہ میں کوئی میگا پراجیکٹ مکمل ہوتا ہوا نظر نہیں آیا۔ ہمارے لوگوں میں یہ احساس محرومی کیوں نہ پیدا ہو، ہمارے لوگ اپنے لئے علیحدہ صوبے کی کیوں نہ بات کریں؟ ہمارے ٹیکسز سے پلنے والا یہ صوبہ صرف لاہور کی حد تک محدود ہے کہ ہمارے سے تمام ٹیکسز اکٹھے کر کے لاہور کے گردونواح میں لگائے جائیں۔ میں جس احساس محرومی کی بات کر رہا ہوں آنے والے الیکشن میں حکومت کو اس کے رزلٹ کا پتا چل جائے گا۔

جناب سپیکر! ہمارے معزز ممبران حزب اختلاف نے بہت سی باتیں کیں اور معزز لاء منسٹر یہاں پر موجود نہیں ہیں وہ باہر جا کر بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں کہ ہم تو حزب اختلاف کو بجٹ دینا چاہتے تھے لیکن وہ خود بجٹ نہیں لینا چاہتے یہ جھوٹ کا وتیرہ کب تک چلے گا؟ معزز ممبران پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ (ق)، جماعت اسلامی اور آزاد ممبران سے خادم اعلیٰ نے کمیٹی رُوم میں ملاقات کی اور ایک کمیٹی بنی کہ ان ممبران سے ترقیاتی سکیمیں لیں اور ان کے ترقیاتی کام کرنے کی ہدایت کی لیکن جو خادم اعلیٰ اپنی ہی commitment کو honour نہ دے تو میں اس کے بارے میں کیا کہوں گا کہ خادم اعلیٰ نے جھوٹ بولا ہے؟ وہ وعدہ تو وفا ہوا نہیں اور رانا ثناء اللہ خان ہر روز میڈیا پر جا کر باتیں کرتے ہیں کہ ہم تو ممبران حزب اختلاف کو فنڈز دینا چاہتے تھے۔ یہ کہاں کی جمہوریت ہے کہ معزز ممبران حزب اختلاف سے ہارے ہوئے لوگوں کو فنڈز اور نوکریاں دی جائیں؟ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت کا ہمیشہ سے یہ وتیرہ رہا ہے کہ وہ آج بھی 90 کی دہائی کی سیاست کر رہی ہے۔ ان کی اب یہ سیاست دیرپا نہیں رہے گی اور انشاء اللہ عنقریب آپ دیکھیں گے کہ ان کی حکومت کا جنازہ نکلنے والا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں تو سب سے پہلے محکمہ تعلیم پر بات کروں گا۔ میں یہاں پر اپنے حلقے کی بات کروں تو کالجز تو دُور کی بات ہے میرے پورے حلقے میں ہائر سیکنڈری سکول بھی نہیں۔ میں پچھلے پانچ سال سے ہر بجٹ میں چلا چلا کر کہتا ہوں کہ میرے حلقے کے لوگوں کا قصور یہ ہے کہ انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کو ووٹ دیا ہے؟ یہاں "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" کے نعرے لگانے والے اپنی آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ میرے حلقے میں ایک کالج بھی نہیں ہے۔ میری بہن محترمہ وزیر خزانہ موجود ہیں میں نے پچھلے چاروں سال ہر بجٹ میں یہ بات کی۔ ہمیں وہاں پر تختیاں لگوانے کا شوق نہیں ہے وہاں پر تختیاں خادم اعلیٰ لگوائیں لیکن اُن لوگوں کا کیا قصور ہے؟

میر احلقہ نشیبی علاقے پر محیط ہے وہاں 80/70 کلومیٹر کی ایک بیلٹ ہے جہاں بچیوں کے لئے ہائر سیکنڈری سکول بھی نہیں ہے وہاں کے لوگ اپنی بچیوں اور بچوں کو پڑھانے کی بجائے گھر بٹھا لیتے ہیں تو کیا خادم اعلیٰ کا یہی وژن ہے کہ جس حلقے سے پاکستان مسلم لیگ (ن) کا نمائندہ منتخب نہیں ہوا اُس کو ignore کر دیا جائے ؟ کہاں یہ "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" والی باتیں کرتے ہیں ؟ ابھی میں اس بجٹ کو پڑھ رہا تھا تو 50 نئے کالجز کا اجراء ہونا ہے تو چند دنوں کی بات ہے یہ سامنے آ جائے گا کہ یہ کالجز تخت لاہور یا جی ٹی روڈ پر جائیں گے اور جنوبی پنجاب میں ایک کالج بھی نہیں جائے گا۔ خدارا یہ ہوش کے ناخن لیں۔

جناب سپیکر! اب میں صحت کے حوالے سے بات کرتا ہوں لیکن یہاں جتنا چلاؤ، ہونا کچھ بھی نہیں ہے۔ پہلے تو جنوبی پنجاب کی سکیمیں تعلیم اور صحت میں ہوتی ہیں، کیا اس نوکر شاہی کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہاں پر سال میں 35 فیصد سے زیادہ فنڈز utilize نہیں کرنے ؟ آپ پچھلا بجٹ اُٹھا کر دیکھ لیں یہاں اگر میٹرو بس بنی تو پورا بجٹ لگانے کے بعد advance payment کر دی جاتی ہے جبکہ ہمارے علاقوں میں 35 فیصد سے زیادہ کبھی utilization نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! آپ ہی کے اسی ایوان نے جنوبی پنجاب کو علیحدہ صوبہ بنانے کی قرار دادیں منظور کی تھیں۔ میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے یہ باور کرانا چاہوں گا کہ خادم اعلیٰ پنجاب اپنی کسی ایک commitment کو تو پورا کر دیں اور ہمیں علیحدہ صوبہ دے دیں تاکہ ہم اپنے مسائل کا حل اپنے grass root level تک لے کر جائیں۔

جناب سپیکر! میں نے بڑے عجیب لفظوں کا ہیر پھیر اس بجٹ کی کتاب میں پڑھا ہے کہ زراعت، آبپاشی، لائیو سٹاک بلکہ تمام محکموں کو اکٹھا کر کے 140۔ارب روپے دیئے گئے۔

جناب سپیکر! پچھلے بجٹ میں 20۔ارب روپے زراعت کے لئے مختص ہوئے اور ½7۔ارب روپے خرچ ہوئے۔ اس کی تفصیل بھی نہیں ہے۔ میں تو بجٹ کی ساری کتابیں تین دن چھانتا رہا ہوں لیکن کچھ معلوم نہیں ہوا کہ وہ ½7۔ارب کہاں خرچ ہوئے۔ آپ کی جب زرعی پالیسی ہی نہیں ہو گی تو پھر کسان کی حالت کیسے بدلے گی ؟ پنجاب میں گزشتہ 9 سالوں میں کسان کی حالت جو ہوئی ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے جو ریٹ فصلوں کے دیئے وہی ریٹ آج تک چل رہے ہیں۔ اس کسان دشمن حکومت کو آپ دیکھ لیں کہ recently باردانہ کی تقسیم کیسے ہوئی کہ غریب کاشتکار 2800 روپے گندم کی بوری آڑھتیوں کو بیچنے پر مجبور ہو گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! 2800 تو ریٹ ہی نہیں تھا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! کاشتکار 2800 روپے فی بوری بیچنے پر کیوں مجبور ہو گیا جبکہ 3250 روپے سرکاری ریٹ تھا۔ جب سرکار گندم نہیں خریدے گی تو پھر بے چارہ کاشتکار عام مارکیٹ میں ہی اپنی گندم فروخت کرے گا۔ اس حکومت میں کپاس اور کماد کو آگ لگائی گئی۔

جناب سپیکر! میں آپ کو کیا کیا بات بتاؤں کہ کیا کچھ یہاں ہوا ہے۔ آپ مہنگائی کو دیکھ لیں کہ مہنگائی آسمانوں پر ہے کیا ماہ رمضان میں یہی گڈ گورننس ہے؟ آپ مہنگائی تو کنٹرول کر نہیں سکتے لیکن بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ میرے پاس figures موجود ہیں لیکن ہمارے قائد حزب اختلاف نے بڑی تفصیل سے اڑھائی گھنٹے گفتگو کی ہے۔ ہمیں یہ تو یاد ہے کہ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کا خرچ بڑھا دیا جائے، گورنر ہاؤس کا خرچ بڑھا دیا جائے لیکن ہم نے مہنگائی کی ratio کے مطابق غریب کاشتکار کا نہیں سوچنا، مزدور طبقے کا نہیں سوچنا، سرکاری ملازمین کا نہیں سوچنا کہ یہاں جو تنخواہیں بڑھانے کے لئے تجویز دی گئی ہے اور چودہ پندرہ ہزار روپے مزدور کی تنخواہ کیا مذاق ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنی بہن محترمہ وزیر خزانہ سے یہ عرض کروں گا کہ چودہ ہزار میں ایک گھر کا بجٹ بنا کر مجھے دکھا دیں۔ یہاں گورنر ہاؤس اور وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ میں ہزار ہزار ملازمین کام کر رہے ہیں اور ہر سال ان کا بجٹ بڑھ جاتا ہے۔ آخر یہ کب تک چلے گا؟ یہ کب تک ڈنگ ٹپاؤ کام چلایا جائے گا؟

جناب سپیکر! میں دوبارہ یہ عرض کروں گا کہ خدارا اس پر غور کریں۔ میں اس بجٹ کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا صرف آپ کے توسط سے حکومت وقت کو ایک پیغام دینا چاہوں گا کہ ہمیں علیحدہ صوبہ اپنی قراردادوں کے مطابق دے دیں اور اپنی commitment کو پورا کریں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ خواجہ محمد نظام المحمود!

خواجہ محمد نظام المحمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ جانتے ہیں کہ میں پنجاب کے پسماندہ ترین علاقہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ پچھلے چار سالوں میں میرے علاقہ میں کسی قسم کا کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا۔ میرے علاقہ میں پچاس سے پچپن فیصد علاقہ ٹرائبل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! لیّہ تونسہ پل آپ کو ملا ہے۔

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! وہ میرے حلقہ پی پی۔241 میں نہیں ہے۔ میرے حلقہ میں پچھلے چار سالوں میں کسی قسم کا کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا۔

جناب سپیکر!آپ ہمارے ٹرائبل ایریا کو جانتے ہیں جہاں انسان اور جانور اکٹھے پانی پیتے ہیں وہاں صحت اور تعلیم تو بہت دور کی بات ہے۔ ہمیں تو بولتے ہوئے شرم آتی ہے کہ کیا اس کو ترقی کہتے ہیں کہ جہاں پر نہ سڑکیں ہیں، نہ تعلیم ہے، نہ صحت ہے، نہ پینے کا پانی میسر ہے تو پھر وہ لوگ کیا کریں؟ کیا وہ لوگ انسان نہیں ہیں؟

جناب سپیکر! میرا امیدانی علاقہ تونسہ شریف ایک لاکھ آبادی کا شہر ہے جو کھنڈر کا تصور پیش کرتا ہے وہاں ہر طرف مٹی، گرد و غبار ہے۔ پچھلے چار سالوں میں تونسہ شریف میں ایک روپے کا ترقیاتی کام بھی نہیں ہوا۔ وہاں پر ایک لاکھ کی آبادی کے لئے ایک ہسپتال ہے جس میں 40 سے 60 بیڈز کی گنجائش ہے۔ آپ خود بتائیں کہ کیا ایک لاکھ کی آبادی کے لئے 40 سے 60 بیڈز ایک مذاق نہیں ہے؟ وہاں سکولوں کی حالت نہایت خستہ ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے علاقے کے روزگار کا ایک ہی ذریعہ نہر ہے جو بند پڑی ہے۔ اس کے علاوہ علاقہ میں کسی قسم کا کوئی روزگار نہیں ہے۔ میری التجا ہے کہ مہربانی کر کے پی پی۔241 کو نظر انداز نہ کیا جائے اور وہاں پر ترقیاتی کام کرائے جائیں۔ ہمارا علاقہ بہت پیچھے ہے۔ آپ ہمارے ہسپتال کو ترقی دیں، ہمارے سکولوں کو ترقی دیں اور ہمیں یونیورسٹی دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! کیا آپ کا دانش سکول آیا ہوا ہے؟

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! دانش سکول جس جگہ پر منظور ہوا ہے وہاں پر 200 بچے بھی اگر چلے جائیں تو بڑی بات ہے۔ وہ ایسی جگہ پر ہے کہ جہاں پر لوگ جا نہیں سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ کہاں پر بن رہا ہے؟

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! ٹبی قیصرانی کے ساتھ بن رہا ہے جو کہ انڈس ہائی وے سے تقریباً بیس پچیس کلومیٹر دور ہے۔ وہ No-go area ہے جہاں پر لوگ نہیں جاتے۔ وہ جگہ بالکل ٹرائبل ایریا کے بارڈر پر ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! خواجہ صاحب اپنے جنوبی پنجاب کا رونا رو رہے ہیں۔ ان کی بات سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں حکومت کو defend نہیں کر رہا لیکن جو چیز آئی ہوئی ہے وہ تو تسلیم کریں۔

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! پی پی۔241 میں دانش سکول نہیں ہے بلکہ پی پی۔240 میں ہے۔ اس کا نام تونسہ ضرور ہے لیکن میرا حلقہ نہیں ہے۔پی پی۔241 میں کسی قسم کا ترقیاتی کام نہیں ہوا۔ میرا تونسہ شریف موہنجو داڑو اور ہڑپہ کا تصور پیش کرتا ہے۔آپ وہاں آکر تو دیکھیں۔ میرے علاقہ میں جب بارش ہوتی ہے تو وہاں کوئی آدمی کیچڑ کی وجہ سے چل نہیں سکتا اور جب بارش نہیں ہوتی تو گرد و غبار کی وجہ سے لوگ بیمار پڑے ہوتے ہیں۔کیا یہ پنجاب کی ترقی ہے؟آپ ہمارے علاقہ میں آکر دیکھیں وہاں ہمارے لوگ مر رہے ہیں۔ہمارے علاقہ میں ترقیاتی کام کا نام و نشان تک نہیں ہے۔کیا اس طریقے سے ہم پنجاب کو ترقیاتی پنجاب کہتے ہیں؟ وہاں ہسپتال میں ادویات نہیں ہیں، سکولوں میں کتابیں نہیں ہیں، جو سکول ہیں ان کی چھتیں نہیں ہیں، جس کی چھت ہے اس کے پنکھے نہیں ہیں اور جس کے پنکھے ہیں اس کی بجلی نہیں ہے۔ میرے علاقہ میں روزگار کا ایک ذریعہ نہر ہے اور وہ بھی بند پڑی ہے۔وہاں لوگ خودکشی کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔کیا وہ لوگ انسان نہیں ہیں؟کیا وہ پنجاب کا حصہ نہیں ہیں؟آپ مجھے بتائیں کہ ہم لوگ کہاں جائیں؟

جناب سپیکر! میری ایک عرض ہے کہ ہم نے صرف یہاں پر ہی جواب نہیں دینا بلکہ ہم نے آخر مرنے کے بعد اوپر بھی جواب دینا ہے۔ میں دوبارہ on the floor of the House یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہمارا علاقہ محرومیوں کا شکار ہے۔ ہمارے علاقے کو ترقی کرنے کے لئے فنڈز کی ضرورت ہے خدارا نفرتیں نہ پھیلائیں بلکہ محبتیں بانٹیں۔لاہور میں بچے ائر کنڈیشن بسوں میں بیٹھ کر ائر کنڈیشن سکولوں میں جا رہے ہیں اور اس کے برعکس ہمارے علاقے کے بچے بیس بیس میل کا سفر پیدل طے کرتے ہیں کیا وہ انسان کے بچے نہیں ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جی،جناب امجد علی جاوید!

خواجہ محمد نظام المحمود جناب سپیکر! اگر آپ ہمیں ترقی نہیں دینا چاہتے تو ہمیں بلوچستان سے ملا دیں۔ ویسے بھی ہمارا علاقہ tribal area بنا ہوا ہے۔ میری ایک بات تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں،آپ اپنی تقریر کو wind up کریں۔

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! میری التجا ہے کہ میرے علاقے پر توجہ دیں۔ پچھلے چار سالوں میں ہمیں ایک روپے کا ترقیاتی فنڈ نہیں ملا۔ کیا ہمارے علاقے کے لوگ انسان نہیں ہیں؟ کیا مجھے فرد واحد کی سزا آپ تمام لوگوں کو دے رہے ہیں تو پھر یہ کوئی انصاف نہیں ہے؟ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جناب امجد علی جاوید!

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (جناب امجد علی جاوید): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں محترمہ وزیر خزانہ کو ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کیونکہ ہماری حکومت ہر سال اپنے ہی ریکارڈ کو بہتر کر رہی ہے کہ اس مرتبہ بھی ہم نے حجم کے لحاظ سے تاریخ کا ریکارڈ بجٹ پیش کیا ہے۔ اگر میں ایجوکیشن کی طرف آؤں تو تعلیم اور صحت جیسے شعبے خصوصی طور پر focus کئے گئے تھے۔ تعلیم کے لئے اس سال بھی پچھلے سال کی نسبت زیادہ بجٹ مختص کیا گیا ہے جو زمینی صورتحال ہے جس کو دنیا تسلیم کر رہی ہے کہ اس وقت پنجاب کے 93 فیصد سکولوں میں بنیادی سہولتیں میسر ہیں اور جو لوگ تنقید کر رہے ہیں تو وہ وہاں جس صوبے میں وہ حکمران ہیں ان کی نسبت صوبہ پنجاب کے سکولوں میں 60 فیصد بہتر سہولیات فراہم کر رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے ساتھ اگر enrolment کی پوزیشن کو دیکھیں تو ہم نے 98 فیصد تک کا target achieve کیا ہے لہٰذا یہ ترقی کی جانب سفر ہے جس کو ہم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں طے کر رہے ہیں اور ہم انشاء اللہ اپنی منزل تک پہنچ جائیں گے۔ اگر ہم ہیلتھ کی بات کرتے ہیں تو اس میں اتنی بہتری آئی ہے کہ جو THQ اور DHQ کی تقسیم پرائمری اور سیکنڈری ہیلتھ میں کی گئی ہے اس کے اتنے شاندار نتائج ہیں کہ ہمارے THQs اور DHQs میں اس وقت 100 فیصد مریضوں کو مفت ادویات فراہم ہو رہی ہیں اور ادویات بھی وہ نہیں ہیں جو دو تین سال پہلے دی جاتی تھیں جس کو نہ ڈاکٹر اور نہ ہی کوئی مریض کھا سکتا تھا اب وہی ادویات جو میں اور آپ استعمال کرتے ہیں وہی ادویات سرکاری ہسپتالوں میں میسر ہیں۔ دسمبر میں جب ہم revamping complete کر چکے ہوں گے اس وقت THQs اور DHQs مثالی ہسپتالوں کا منظر پیش کر رہے ہوں گے۔ یہ وژن خادم اعلیٰ پنجاب کا ہے جس کی بدولت ہم اس ٹارگٹ کو achieve کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں کی خدمت میں صرف یہی گوش گزار کرنا چاہوں گا جو کہ مسلسل دو دن سے اس بجٹ پر تنقید کر رہے ہیں کہ:

ان عقل کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے۔

جناب سپیکر!ہر بجٹ کا مقدر تعریف اور تنقید ہوتی ہے لیکن اگر ہم حقائق کو سامنے رکھ کر بات کریں تو جو سنتے اور لکھتے ہیں وہ حقائق کی بنیاد پر ضرور اس پر اپنے تبصرے کریں گے۔میں اب اپنے حلقے کی جانب آتا ہوں کہ خو گر حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لیں۔

جناب سپیکر!میں محترمہ وزیر خزانہ کے یہ گوش گزار کروں گا کہ میرے حلقے میں ایک سٹی ہسپتال ہے۔تین سال سے بجٹ میں اس کے لئے فنڈ رکھا جاتا ہے لیکن اس کے بعد وہ فنڈز release نہیں کئے جاتے لہٰذا اس مرتبہ میں امید کرتا ہوں اس کی انشاء اللہ تکمیل شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر!میری یہ گزارش ہے کہ اس سال جو سٹی ہسپتال کے لئے فنڈ رکھا گیا ہے وہ بہت کم ہے اس لئے اس کا فنڈ بڑھایا جائے۔میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہمارا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ ہے وہاں جو سیوریج سکیم ہے وہ 40 سے 45 سال پرانی سکیم ہے اور محکمے نے اس ایوان میں یہ assurance دی تھی کہ میرے حلقے کا زیر زمین پانی brackish zone ہے وہ اتنا کڑوا ہے کہ محکمے نے خود یہاں تسلیم کیا تھا کہ یہ پانی پینا تو درکنار اسے عام استعمال میں بھی نہیں لایا جاسکتا۔پچھلے پانچ سال میرے حلقے کو ایک بھی واٹر سپلائی سکیم نہیں دی گئی اور ان حلقوں کی جانب پتا نہیں یہ flow کیوں بہتا رہا ہے جہاں زیر زمین پانی بھی میٹھا ہے اور وہاں ہر سال بیس بیس سکیمیں دی جاتی ہیں؟پانچ سال بعد اس سال مجھے ایک واٹر سپلائی سکیم دی گئی ہے اور اس کے لئے فنڈ بھی انتہائی کم رکھے گئے ہیں لہٰذا ایک سال میں وہ سکیم بھی مکمل نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر!میں آپ کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش کرتا ہوں کہ برائے مہربانی اس ایک سکیم کے لئے تو پورے فنڈز release کر دیں تاکہ ہم اپنے حلقے والوں کو کوئی تو جواب دے سکیں۔ایجوکیشن کے حوالے سے میری ایک proposal ہے کہ گورنمنٹ کی سکولوں پر بہت نظر ہے جس کی وجہ سے اس میں بڑی بہتری آرہی ہے اس کے لئے ایجوکیشن اتھارٹیز بنادی گئی ہیں اور اس کے بہت بہتر نتائج آئیں گے میں ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر کالجز کے لئے گزارش کروں گا وہ کالجز جہاں 1000 یا 1500 سے زائد طالب علم ہیں ان کو autonomous body declare کر دیا جائے تو اس کے نتائج بھی اس سے بہتر ہو جائیں گے تو یہ میری تجویز نوٹ کر لی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔آپ اپنی تقریر کو wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(جناب امجد علی جاوید): جناب سپیکر!میں نے ایک گزارش اریگیشن کے حوالے سے کرنی ہے جو کہ بہت ضروری ہے۔کسان کے لئے سب سے زیادہ اہم چیز آبپاشی

کا پانی ہے تو میں نے پری بجٹ تقریر میں بھی یہ گزارش کی تھی کہ آپ زرعی آلات دیناچھوڑ دیں اور یہی پیسا کھالوں کو پختہ کرنے پر لگادیں اور ہمیں بھی اجازت دے دیں کہ ہم اپنی ڈویلپمنٹ سکیم میں کھال پختہ کرواسکیں۔ اگر ایک گاؤں کا کھال پختہ ہو جاتا ہے تو کسان کو پورا پانی ملتا ہے جس سے فصلیں بہتر ہوں گی کسان جب خوشحال ہوگا تو اسے یہ سولنگ نالیاں نہیں چاہئیں لہٰذا میری یہ گزارش ہو گی کہ کم از کم کھالوں کو پختہ کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، امجد علی جاوید!

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (جناب امجد علی جاوید): جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ نئی یونین کونسلز میں BHUs نہیں ہیں اس کے لئے بھی کہا گیا تھا لہٰذا ان یونین کونسلز کو بھی مدنظر رکھا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ رخسانہ کوکب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اب محترمہ شمیلہ اسلم اپنی بات کریں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں حسب روایت پنجاب حکومت کا پانچواں 1970۔ارب اور 70 کروڑ روپے کا متوازن، ترقیاتی اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی پوری ٹیم کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں پاکستان ایک ایٹمی قوت بنا اسی طرح پاکستان بہت جلد ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہوگا۔ پارٹی کی ایک ادنیٰ ورکر کی حیثیت سے میں یہ بھی سمجھتی ہوں کہ جو لوگ پاکستان کی سالمیت، پاکستان کی بقاء اور پاکستان کی خوشحالی کے لئے کام کرتے ہیں ہمیں ان قائدین کا آگے بڑھ کر ساتھ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ ایک وہ وقت تھا جب مرکز میں پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور پنجاب میں گورنر راج لگا دیا گیا میں اُس وقت بھی اسی ایوان کی ممبر تھی۔ مجھے یاد ہے کہ (ن) لیگ کے ایم پی ایز اسمبلی کی سیڑھیوں میں بیٹھ کر اجلاس attend کرتے تھے کیونکہ ہم پر اسمبلی کے دروازے بند کر دیئے گئے تھے۔ ایسے وقت میں ہمارے ممبران کو لالچ دیئے گئے، پارٹی سے بدظن کرنے کی کوشش کی گئی اور انہیں مراعات دینے کا اعلان کیا گیا۔ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جب خواتین ایم پی ایز کی میٹنگ call کی جس میں خواتین نے بتایا کہ ہمیں کیا مراعات دی گئیں اور میں نے بڑے فخر

سے اُس وقت ایک بات کی کہ میں پارٹی کی وہ ادنیٰ worker ہوں جسے خریدنا تو دُور کی بات بلکہ کوئی دوسرا شخص پارٹی کے لئے ووٹ بھی مانگنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ اکیلے نہیں بلکہ ہم بھی اُس وقت سیڑھیوں پر موجود تھے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں نے سب ساتھیوں کی بات کی ہے لیکن اس وقت انفرادی طور پر چونکہ میں اپنی بات کر رہی ہوں اس لئے میں نے یہ کہا ہے۔ میرے شوہر میاں محمد اسلم (مرحوم) ساری زندگی (ن) لیگ کے سٹی صدر رہے، انہوں نے اپنی پارٹی سے اپنی وفاداری ہمیشہ نبھائی اور میں نے بھی اُن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اسی اصول کو اپنایا ہے۔ مجھے تحریک نجات کا وہ زمانہ بھی یاد ہے جب پولیس میرے شوہر کو گرفتار کر کے لے گئی اور میں اپنے بیمار بچے کے ساتھ اپنے شوہر کو ڈھونڈ رہی تھی۔ اُس وقت مجھے کہا گیا کہ اگر آپ ایک کاغذ پر دستخط کر کے کہہ دیں کہ آپ کا (ن) لیگ سے کوئی تعلق نہیں تو آپ کے شوہر کو چھوڑ دیا جائے گا۔ میرا بچہ اُس وقت زندگی موت کی کشمکش میں مبتلا تھا لیکن میں نے اپنا سَر کبھی جھکنے دیا اور نہ پارٹی کا اس لئے مجھے آج بھی اس بات پر فخر ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ پارٹی اپنے worker کو نوازتی ہے جیسا کہ میں آج (ن) لیگ کی تحصیل صدر ہوں۔ اگر مجھے نوازا گیا ہے تو یہ پارٹی اپنی عوام کو بھی اسی طرح نوازتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج موجودہ حکومت نے اپنی عوام کو ترقیاتی کاموں کے حوالے سے جو relief دیا ہے وہ میں سمجھتی ہوں کہ آج سے پہلے کسی حکومت نے ایسا نہیں کیا۔ ہماری حکومت کی ترجیحات میں تعلیم، صحت، پینے کا صاف پانی، زراعت، لاء اینڈ آرڈر اور اِس وقت بلدیاتی نظام کی شفافیت شامل ہے جس کے لئے کل بجٹ کا تقریباً 59 فیصد حصہ مختص کیا گیا ہے۔ میں خواتین کے حوالے سے بات کروں گی کہ تحفظ نسواں سنٹر جو ملتان میں قائم کیا گیا ہے اس سے نہ صرف خواتین کو معاشی اور معاشرتی تحفظ مل رہا ہے بلکہ انہیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کا موقع بھی مل رہا ہے۔ جہاں خواتین کو قرضے دیئے جا رہے ہیں وہاں پر میں ایک بات یہ بھی کروں گی کہ 1998 میں وومن کرائسز سنٹر جب بنائے گئے تو یہ بھی ہماری حکومت کا ہی ایک کارنامہ تھا اور آج اٹھارویں ترمیم کے تحت انہیں صوبوں کو منتقل کر دیا گیا ہے جبکہ باقی صوبوں نے own کرنے کے ساتھ ساتھ ایگزیکٹو آرڈر کے تحت ان کے ملازمین کو permanent کر دیا ہے لہٰذا میری اپنے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے درخواست ہے کہ پنجاب میں بھی ان ملازمین کو permanent کر دیا جائے تاکہ انہیں معاشی تحفظ حاصل ہو سکے۔ اس کے علاوہ صحت اور تعلیم کے شعبے حکومت کے اہم اقدامات ہیں۔

جناب سپیکر!میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے جب بھی اپنے ضلع کے لئے کوئی چیز مانگی تو مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میرے ضلع کو نوازا گیا۔آج ہسپتالوں کی حالتِ زار پہلے سے بہت بہتر ہو چکی ہے،ادویات کی فراہمی ہر جگہ نظر آتی ہے،ڈینگی کی وباء سے بچنے کے لئے خواجہ سلمان رفیق اور خواجہ عمران نذیر نے جو کام کئے، میں یہاں اُن کو بھی اس کام پر appreciate کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!بہت شکریہ

محترمہ شمیلہ اسلم:جناب سپیکر!میں آخر میں ایک بات کہوں گی کہ آج ہمارے جو حالات ہیں اور حکومت کا آخری بجٹ پیش کرنے جا رہے ہیں،انشاء اللہ آئندہ الیکشن میں دوبارہ پاکستان مسلم لیگ (ن) بھاری اکثریت کے ساتھ اس ایوان میں موجود ہو گی اور ہم لوگ اپنا پہلا بجٹ پیش کر رہے ہوں گے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر:بہت شکریہ۔محترمہ نجمہ بیگم!

محترمہ نجمہ بیگم:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کا شکریہ۔2017-18 کا بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اتنی سیٹیوں کے شور میں بڑے حوصلے سے بجٹ پیش کیا۔ہماری حکومت نے جنوبی پنجاب کی طرف ترقی کا رُخ موڑ دیا ہے۔میرے بھائی نے کہا کہ وہاں کام نہیں ہوئے اور پچھلے ادوار میں پیپلز پارٹی کی حکومت تھی تو میرے بھائی نے اگر تونسہ شریف میں ایک سکول بھی نہیں بنوایا تو بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب سپیکر!میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے ڈیرہ غازی خان تا مظفر گڑھ کو double road کرنے کی منظوری دی اور بجٹ میں فنڈ رکھا جس سے ڈیرہ غازی خان کی عوام کے دل جیت لئے ہیں۔دانش سکول کا قیام ہو،یونیورسٹیوں کا قیام ہو یا ہسپتالوں میں مفت ادویات کی فراہمی ہو یہ مسلم لیگ(ن) کا ایک mission ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں آج یہ بات بھی بتانا چاہتی ہوں کہ پورے پنجاب میں ڈیرہ غازی خان سکول کا دوسرے نمبر پر آنے والا ایک صحافی کا بچہ 9 تاریخ کو غیر ملکی دورے پر جا رہا ہے جس نے دوسری پوزیشن حاصل کر لی لہٰذا یہ بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کی کوشش اور اُن کا احسن اقدام ہے۔یہ جنوبی پنجاب کے ڈیرہ غازی خان کا سرکاری سکول کا بچہ دوسرے نمبر پر آیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہاں بہت ساری باتیں کی جاتی ہیں لیکن سیٹیوں کا شور ہو تو بجٹ کیسے سنیں گے اور اب اگر یہ بات کریں تو یہ اِن کی اپنی مرضی ہے۔18 گھنٹے سے لوڈشیڈنگ 4 گھنٹے پر آ گئی ہے لہٰذا یہ بھی

ہماری حکومت کا احسن اقدام ہے۔کم مالی وسائل کی حامل خواتین کے لئے ایک ارب 66 کروڑ روپے کی لاگت سے مویشیوں کی مفت فراہمی ہو اور بے روزگار نوجوانوں کے لئے اور نئ کیب کی سکیم ہو۔اگر امیر لوگ AC والی گاڑیوں میں سفر کریں تو اُن کے لئے تعریف اور فخر کی بات ہے لیکن اگر غریب لوگ میٹرو اور Speedo بسوں میں سفر کر کے اپنی منزل تک پہنچیں تو یہاں سیٹیاں بجتی ہیں جو کہ ہمارے لئے انتہائی شرم کی بات ہے۔اگر امیروں کے بچوں کے ہاتھ میں لیپ ٹاپ ہوں تو ان کے لئے قابل فخر ہے لیکن اگر غریب کے بچوں کے ہاتھ میں وزیر اعلیٰ پنجاب لیپ ٹاپ دیں تو ان کے لئے یہاں سیٹیاں بجتی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ہوں یا وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف، ملک کو ترقی کی طرف لے جانے کے لئے ان کا ایک وژن اور مقصد ہے جن کو سازشی عناصر پورا کرنے کے لئے روڑے اٹکا رہے ہیں لیکن ہم ان کی سازشوں کو ناکام بنادیں گے۔انشاء اللہ پاکستان مسلم لیگ(ن) کی حکومت میں ہی ملک آگے بڑھ رہا ہے، آگے ترقی کر رہا ہے اور ترقی کرتا رہے گا۔

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ڈیرہ غازی خان اور مظفر گڑھ کے لئے طیب اردگان ہسپتال ایک بہترین ہسپتال ہے۔آپ جاکر دیکھیں تو وہاں لوگ ملتے ہوئے کہتے ہیں کہ غیر ملکوں میں بھی ایسا ہسپتال نہیں ہے جیسے طیب اردگان ہسپتال ہے۔ہمارے اپنے گھر کے لوگ اور عوام وہاں جاکر علاج کرواتے ہیں اور میں خود اس بات کی گواہ ہوں کہ وہاں مفت ادویات کی فراہمی اور اچھا علاج میسر ہے۔میری یہ بھی گزارش ہے کہ ڈی جی خان سے مظفر گڑھ یہ Speedo بسیں چلائی جائیں تاکہ عام اور غریب لوگ وہاں تک آسانی سے سفر کر سکیں اور اپنا علاج کروا سکیں۔ڈیرہ غازی خان کے ہسپتال میں ڈائیلسز کی مشینیں صرف چھ ہیں جو ہماری بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے کم ہیں لہٰذا اس کی تعداد بڑھائی جائے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میٹر نٹی ہوم میں آئی سی یو کی سہولت مہیا کی جائے اور بستروں میں بھی اضافہ کیا جائے کیونکہ ڈیرہ غازی خان چاروں صوبوں کا سنگم ہے اس لئے ہمیں کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ سنٹر چاہئے، برن یونٹ چاہئے اور نیورو یونٹ بھی چاہئے اور یہ وقت کا تقاضا بھی ہے کیونکہ ملتان جاتے وقت ہمارا مریض راستے میں ہی expire ہو جاتا ہے۔بہت شکریہ۔پاکستان زندہ باد

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد اسلم اقبال!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! ڈائیلسز مشینیں نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ ملک ترقی کر رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہی ہیں کہ وہاں چھ مشینیں موجود ہیں لیکن مزید بڑھا دی جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا تاکہ میں بجٹ 18-2017 کے حوالے سے چند گزارشات آپ کے سامنے رکھ سکوں اور جس طرح گورنمنٹ کی طرف سے اس سال بھی جو میزانیہ پیش کیا گیا ہے اس حوالے سے ہماری اپوزیشن اور عوام کی طرف سے جو reservations ہیں وہ آپ کے سامنے رکھ سکوں۔ عدالت عظمیٰ کی طرف سے بھی موجودہ حکومت کے بارے میں اور موجودہ حکمرانوں کے بارے میں جس طرح کے الفاظ "گاڈ فادر" اور "سسیلین مافیا" کے طور پر سامنے آ رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کے لئے بھی نہ صرف شرمندگی کا باعث ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ جب عدالت عظمیٰ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بجٹ پر بات کریں اس طرح نہ کریں ورنہ پھر آپ کو تقریر نہیں کرنے دینی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! نہ کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ادھر سے کوئی بات آئی ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے کہہ دیا تو تقریر نہ کرنے دیں۔ میں نے تقریر کر کے کون سا تیل نکال لینا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ ایسے نہ کریں بلکہ بجٹ پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جو عدالت نے کہا ہے میں تو وہ کہنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن آپ نہیں کہنے دے رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ایوان کا ماحول خراب نہ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں عدالت کے ریمارکس کی روشنی میں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ [*********] نے یہاں پر جتنے کارنامے سرانجام دیئے ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے بجٹ کی بات کی گئی۔ بڑی اچھی بات ہے۔ آپ نے نئے نئے دعوے یہاں پر کئے۔ مجھے یہ بتائیں کہ پچھلے 30 سالوں سے موجودہ حکمران اس صوبے کے اوپر مسلط ہیں لیکن کوئی ایک ایسا ہسپتال بنا سکے ہیں کہ جہاں پر ان کا یا ان کی آل اولاد کا علاج ہو سکے، یہ آپ کا سسٹم ہے؟ اگر انہیں چھینک بھی آتی ہے تو یہ باہر جا کر اس کا علاج کرواتے ہیں اور ہمیں کہتے ہیں کہ ان ہسپتالوں کے اندر جائیں۔ بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں ٹوپیاں پہن کر، بوٹ پہن کر ڈرامہ بازی کرتے ہیں اور شعبدہ بازی کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اشرافیہ، مجھے بتائیں کہ اشرافیہ کی definition کیا ہے؟ کون سی اشرافیہ؟ یہ سوزوکی کار میں گھومتے ہیں؟ یہ موٹر سائیکل پر پھرتے ہیں یا ان کے بچے سرکاری سکولوں میں پڑھتے ہیں؟ ہم وہ دن دیکھنا چاہتے ہیں کہ جب یہ حکمران اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں میں داخل کروائیں گے اور گھر والوں کا علاج سرکاری ہسپتالوں میں کروائیں گے تو ہم اس دن کہیں گے کہ سسٹم ٹھیک ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! ہاں میرے لیڈر کا آپریشن ہوا تو پاکستان کے اندر ہوا۔ اسے چوٹ لگی تو اس نے شوکت خانم ہسپتال کے اندر اپنا treatment کروایا۔ اس کو کہتے ہیں کردار اور اس کو کہتے ہیں کہ قول و فعل میں تضاد نہیں ہے۔ آپ کے قول و فعل کے اندر ہمیشہ سے تضاد رہا ہے۔ آپ نے جاتی امرا کے محلات کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے عوام کے خون پسینے کی کمائی سے 70 کروڑ روپے سے چار دیواری، کیمرے اور فلڈ لائٹیں لگائی ہیں۔ کل وہ وزیراعظم نہیں ہوں گے تو اس چار دیواری کے پیسے کون دے گا؟ یہ اس ریڑھی والے کے خون پسینے کی کمائی ہے، اس حجام کی، اس موچی کی، اس کسان اور اس زمیندار کے خون پسینے کی کمائی ہے۔ یہ خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہے۔

جناب سپیکر! ہر وہ راستہ جو جاتی امرا کو جاتا ہے وہاں رنگ روڈ بھی بن رہی ہے، وہاں پر واٹر سپلائی بھی چلی گئی، وہاں پر سیوریج بھی چلا گیا اور وہاں پر سڑکیں بھی چلی گئیں جو کہ صرف اور صرف اپنی ذاتی جائیداد کو مہنگا کرنے کے لئے ہے لیکن ہمارے علاقے میں پینے کا پانی نہیں ہے جو کہ یہاں سے

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

دو منٹ کا فاصلہ ہے۔ صرف دو منٹ کا فاصلہ ہے تو دو منٹ کے فاصلے پر آئیں تو میں آپ کو بتاؤں کہ وہاں پر سڑکوں کی کیا صورتحال ہے اور وہاں پر سکولوں کی کیا صورتحال ہے؟ آپ جنوبی پنجاب والے نہیں رونا روتے ہم بھی رونا رو رہے ہیں کہ وہ پیسے کرپشن کی نذر ہو رہے ہیں۔ منسٹر صاحبہ نے فرمایا کہ دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں، یہ میں پچھلے بجٹ کی کاپی پڑھ رہا تھا کہ "دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ جو زیادہ estimate بنایا تھا وزیراعلیٰ نے اس کو cut کر دیا۔" بھئی! estimate کس نے بنایا تھا؟ آپ کے ڈیپارٹمنٹ نے بنایا تھا۔ وہ چور بازاری کے ساتھ چور چوروں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور ڈاکو ڈاکوؤں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ ایک چیز ایک بندے کو آٹھ آنے کی پڑتی ہے تو وہ کیسے آپ کو اس سے کم میں دے سکتا ہے؟ جی، انہوں نے بڑی بچت کی ہے۔ کیا بچت انہوں نے کی ہے؟ انہوں نے اس غریب عوام کا پیسا چرایا۔ میں یہ بات بھی آپ کو بتاتا چلوں کہ صحت کے حوالے سے بھی دیکھ لیں کہ ہسپتالوں کے اندر لوگوں کی کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر! یہ نئی بسوں کی بات کر رہے ہیں تو جا کر دیکھیں کہ غریب آدمی کو ان بسوں پر سفر کرنے کے لئے کارڈ بنانے پر کتنا پریشان ہونا پڑ رہا ہے۔ صرف خالی بسیں چل رہی ہیں، ان کے مہینے کے پیسے بن رہے ہیں اور وہ پیسے بنا کر جیب میں ڈال رہے ہیں۔ انہیں کیا پتا، کبھی یہ منسٹر صاحبہ اور دوسرے منسٹرز جائیں ناں، جا کر پبلک ٹرانسپورٹ میں دیکھیں کہ عوام کا کیا حشر ہے؟ اپنوں کو نوازنے کے لئے آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! امن وامان کے حوالے سے صرف ایک بات کروں گا۔ یہاں پر ایک منسٹر صاحب نے بڑی باتیں کیں کہ دیکھیں ہم نے عورتوں کو empower کیا ہے، عورتوں کو دیکھیں کہ وہ بجٹ پیش کر رہی ہیں اور اس کا پوری دنیا میں ایک image گیا ہے۔ مجھے بتائیں کہ آپ کا image اس وقت کہاں گیا تھا جب ماڈل ٹاؤن کے اندر آپ نے حاملہ عورتوں کے منہ پر گولیاں ماری تھیں۔ اس وقت آپ کا ضمیر کدھر تھا؟ یاد رکھیں کہ ایک جے آئی ٹی اسلام آباد کی ہو رہی ہے جس کے بعد ان شہداء کا خون بولے گا جو ماڈل ٹاؤن کے اندر آپ نے قتل کئے ہیں اور ماڈل ٹاؤن کے اندر سے خون بولے گا تو یہ حکمران جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہوں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ نبیرہ عندلیب!

محترمہ نبیرہ عندلیب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم[1] **ھم صلے علی سیدنا محمد و علیٰ آل محمد و اصحاب سیدنا محمد**۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اس موقع پر ایوان کے معزز ممبران کو مبارکباد پیش کروں گی کہ الحمد للہ صوبائی حکومت کا یہ پانچواں بجٹ ہے۔ اس بجٹ کی تیاری اور تحقیق کا سہرا یقیناً وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو جاتا ہے۔ بجٹ کی تیاری ایک مسلسل عمل کا نام ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ گزشتہ میزانیہ سے تقابل، نئے اہداف کا تجویز کیا جانا اور اس کے لئے فنڈز کا مختص کرنا ایک تکنیکی کام تھا جس کی محکمہ خزانہ، دیگر اداروں کے افسران و ماہرین اور ماتحت عملہ نے انتھک محنت کی اور اپنے فرض سے عہدہ برآ ہوئے۔

جناب سپیکر! بجٹ برائے سال 2017-18 ایک متوازن بجٹ ہے۔ یہ بجٹ کسی طور پر بھی انتخابی بجٹ نہیں ہے جیسا کہ حزب اختلاف کا مؤقف ہے۔ بہر حال مہنگائی سے ریلیف اور بے روزگاری کے باعث job کے فقدان سے ذرا صرف نظر کیا گیا ہے اور اس پر واضح چیزیں موجود نہیں ہیں۔ ہاں البتہ ترقی کے اہداف کے حصول کے لئے یہ ایک مکمل ترقیاتی بجٹ ہے۔ اس کا توازن تعلیم، صحت، زراعت، صنعت، مواصلات اور انرجی سیکٹر کے متناسب یعنی برابر فنڈز رکھتا ہے۔ گزشتہ سالوں کے معاشی حکمت عملی کے ثمرات عوام الناس تک پہنچ رہے ہیں۔ مختلف منصوبہ جات کی تکمیل اور معاشی ترقی کی فضا کو واضح کر رہی ہے نیز کوئی نیا ٹیکس بھی نہیں لگایا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میزانیے کے اہداف قابل تعریف ہیں جن میں کل بجٹ کا 1017۔ارب روپے صحت، تعلیم، زراعت، امن وامان، انصاف، مقامی حکومتوں کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ مقامی حکومتوں کے لئے PFC سے حاصل فنڈز کا 44 فیصد مختص کیا جانا، تعلیم کے لئے 2345۔ارب روپے رکھنا جو کہ کل بجٹ کا 17.5 فیصد ہے، قابل تعریف ہے۔ اس سے رواں سال پرائمری سطح پر drop out کی شرح میں خاطر خواہ کمی واقع ہو گی۔ ضلعی ایجوکیشن اتھارٹی کا قیام، سکول کونسلز کو بااختیار بنایا جانا، سولر سسٹم، سکولوں میں بنیادی سہولتیں فراہم کرنا، معروف این جی اوز کے زیر انتظام سکولوں کو چلانا، پیف کے ذریعے ساڑھے تین لاکھ بچوں کو وظائف، چار دانش سکولوں کا قیام، 50 نئے ڈگری کالجز کا قیام، تین نئی یونیورسٹیاں، بیرون ملک طلباء وطالبات کے لئے سکالر شپس اور دورے اور ایک لاکھ 15 ہزار طلباء کے لئے laptop کی فراہمی نئے میزانیے میں حکومت کے تعلیمی شعبے کو اہمیت دینے کے حوالے سے اہم ترین اقدامات ہیں۔ سب سے بڑھ کر سکول اساتذہ کو اپ گریڈ کرنا یقیناً معلم کے مقام کو معاشرے میں

عزت دے گا۔ اب اساتذہ کو بھی اس مقام کو پہچان کر قوم کے بچوں پر اپنی مکمل توانائیاں صرف کرنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! صحت کے لئے 15.4 فیصد حصہ بجٹ میں مختص کیا گیا ہے۔ ضلعی صحت اتھارٹی کے ذریعے صحت کے بنیادی مراکز، ہسپتالوں کی صورتحال کی بہتری کی کوشش کرنا، جنوبی پنجاب کے لئے 100 موبائل ہیلتھ یونٹس کی فراہمی، ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کو THQs اور DHQs تک بڑھنا، PAFDA کا قیام، ہسپتالوں میں ادویات کی فراہمی، نئے میڈیکل کالجز کا قیام، جگر گردوں کے علاج کے لئے اداروں کا قیام اور دیگر منصوبہ جات بہت اہم ہیں۔ پینے کے صاف پانی، خالص خوراک زراعت پر توجہ کی بناء پر کسان package، کھاد کی قیمتوں میں کمی، آبپاشی کے نظام کی بہتری قابل ستائش ہے۔ خادم اعلیٰ پنجاب رورل روڈز پروگرام اپنی افادیت ظاہر کر رہا ہے، توانائی کے مختلف منصوبہ جات اپنے تکمیلی مراحل میں ہیں جن کے لئے فنڈز مہیا کئے گئے ہیں، صنعتی ترقی کے لئے اقدامات اور امن وامان کے لئے پولیس کی restructuring یہاں ایک اور بات مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ کراچی آپریشن اور رد الفساد آپریشن کے بعد صوبہ پنجاب میں جو جرائم کی شرح میں اضافہ ہوا ہے اُس کے لئے ڈولفن اور ہیرو فورسز کی ذمہ داری بڑھ گئی ہے۔

جناب سپیکر! آخری لمحات میں تین تجاویز دینا چاہوں گی پہلی تجویز یہ ہے کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ مہنگائی کے اضافے سے متعلق کیا جائے اور کم از کم 15 فیصد کرنا چاہئے، BHUs اور RHCs میں علاج معالجہ کی مکمل سہولت کو یقینی بنایا جائے تاکہ بڑے ہسپتالوں پر بوجھ کم ہو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا بہت شکریہ

محترمہ نبیرہ عندلیب: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ پلیز۔ ابتدائی علاج کے لئے ہسپتالوں میں بوجھ نہ پڑے تمام تر بجٹ کو خرچ کرنے کے لئے افسران اعلیٰ کی تربیت کی ضرورت ہے کہ افسران اپنی ہمت اور حکمت سے کام لیتے ہوئے فنڈز کو بر وقت خرچ کریں۔ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق پچھلے سال کے میزانیہ کا 35 فیصد حصہ lapse ہو گیا تھا اس منصوبہ جات مکمل نہ ہو سکیں گے لہٰذا تجویز ہے کہ ہر محکمے میں ایک افسر کو بجٹ کے مکمل استعمال اور monitoring کے لئے ذمہ داری سونپی جائے نیز اگر خرچ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ جی، محترمہ زیب النساء اعوان!

محترمہ نبیرہ عندلیب: جناب سپیکر! صرف تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بولیں۔

محترمہ نبیرہ عندلیب: جناب سپیکر! آخری بات یہ کہ تمام تر اہداف جو بجٹ کی صورت میں حاصل ہوں گے اس کے حصول کے لئے نیک نیتی خلوص مسلسل محنت اور ایمانداری اپنانے سے ہی یہ ممکن ہو سکے گا اور یہ تربیت نئی نسل کو ابھی سے اخلاقی اقدار اور سیرت طیبہ سے روشناس کرانے کی ہی صورت میں ہماری عملی صورت اختیار ہو سکتی ہے لہٰذا اخلاقی تربیت پر مکمل توجہ دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، محترمہ!

محترمہ زیب النساء اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ہماری بڑی پیاری بہن وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور اُن کی پوری ٹیم کو میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں جنہوں نے تاریخی بجٹ، عوام دوست بجٹ، غریبوں کا بجٹ پیش کیا اور میرے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے ہمیشہ جو وعدہ کیا وہ پورا کیا۔

وہ وعدہ ہی کیا جو وفا نہ ہوا
وہ قرض ہی کیا جو ادا نہ ہوا

جناب سپیکر! جب بھی ہماری حکومت آئی، جب بھی ہم لوگ برسر اقتدار آئے تو ہمارے قائد نے بڑے بڑے منصوبے دیئے سب سے پہلے جب ہم برسر اقتدار آئے تو موٹر وے جیسے منصوبے دیئے، CPEC جیسے منصوبے دیئے، میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے لاہور میں میٹرو بس چلائی، لاہور کے بعد راولپنڈی، راولپنڈی کے بعد ملتان، فیصل آباد، اُس کے بعد دانش سکولوں کا قیام، کالج یونیورسٹیوں کا قیام، صحت کارڈ اور میرے قائد نے میرٹ پر لیپ ٹاپ دیئے میرے قائد نے ہر فیصلہ میرٹ پر کیا۔ آج اگر میں ایم پی اے ہوں تو میں میرٹ پر ہوں میرا کام میرے قائد نے دیکھا تو مجھے انہوں نے ٹکٹ دیا اسی طرح جو بھی میرے قائد کے کام ہیں وہ میرٹ پر کئے ہیں، وہ کام کرتے رہیں گے، یہ سیٹیاں بجاتے رہیں گے، یہ دھرنے دیتے رہیں گے۔ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف سڑکیں بناتے رہیں گے یہ سڑکیں ناپتے رہیں گے۔ یہ کل عوام کے پاس جائیں گے تو یہ کہیں گے کہ ہم نے اسمبلی میں بیٹھ کر سیٹیاں بجائی ہیں تو اب انشاء اللہ تعالیٰ ان کی سیٹیاں بج چکی

ہیں۔آنے والا وقت 2018 ایک دفعہ پھر مسلم لیگ (ن) برسر اقتدار آئے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف دوبارہ وزیر اعظم پاکستان بنیں گے۔وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف دوبارہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہوں گے۔

ہم سے الجھو گے تو دنیا میں جیو گے کیسے
ہم تو ہر ظلم کی دیوار گرا دیتے ہیں

جناب سپیکر !میری چند گزارشات ہیں کیونکہ میرا آبائی حلقہ تلہ گنگ چکوال ہے حلقہ پی پی۔23 ہے جس میں میرا آبائی گاؤں تلہ گنگ سے ممدوٹ اور براستہ چکوالیاں جہاں پر عرصہ دراز سے روڈ بنی ہی نہیں وہاں روڈز کی ضرورت ہے،ایک گورنمنٹ ہائی سکول ہے اُس میں چار کمروں کی ضرورت ہے،اُس کے بعد میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو سلیوٹ پیش کرتی ہوں جنہوں نے ایک تاریخی بجٹ پیش کیا اور اپنی بہن وزیر خزانہ کی بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے دلیری سے اتنا خوبصورت بجٹ پیش کیا اور یہ سیٹیاں بجاتے رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:آپ کا بہت شکریہ۔جی،ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ التماس کروں گا کہ تھوڑا سا وقت زائد بھی عنایت کیجئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،آپ بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں اس وقت جو ہمارا بجٹ اجلاس ہے یہ رمضان کے مبارک مہینے میں انعقاد پذیر ہے اور یہ وہ مہینہ ہے جس کے اندر رب تعالیٰ نے قرآن عالیٰ شان کو نازل کیا ہے اور رب تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی سورۃ البقرہ کے اندر ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ

رمضان ہی وہ مہینہ ہے کہ جس کے اندر میں نے قرآن مجید کو نازل کیا ہے اور قرآن کیا ہے؟پوری انسانیت کے لئے اس کے اندر ہدایت ہے اور اس کی ہدایت بڑی روشن اور واضح سمجھ میں آنے والی ہے اور یہ خیر اور شر حق اور باطل کے درمیان تمیز کر کے دکھا دینے والی کتاب ہے۔

جناب سپیکر! یہ ہمارا زندگی کا Code of Conduct ہے انفرادی بھی اور اجتماعی بھی اور اللہ تعالیٰ نے اسی قرآن میں ہم سب اہل ایمان کو پابند کیا کہ:

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً"

اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو مکمل طور پر تمہیں دائرہ اسلام کے اندر زندگی کو بسر کرنا ہے اسی وژن کے پیش نظر میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ 1973 میں جب ہمارا آئین بنا سب کی اجتماعی کوششوں سے اُس کے اندر یہ بات لکھی گئی اس کا سیکشن 2-A ہے کہ اس ملک کے اندر حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہوگی اور پھر ایک شق کے اندر یہ لکھا گیا کہ سات سال کے اندر اندر اس ملک کے اندر تمام قاعدے قوانین قرآن وسنت کے مطابق بنادیئے جائیں گے۔ اس کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل بنی اور اُس نے اپنا کام مکمل کر دیا لہٰذا اللہ کے حکم کے مطابق بھی اور آئین کے مطابق بھی ہم پابند ہیں کہ اپنے نظام کو ہم قرآن وسنت کے دائرے کے اندر مقید کریں اس کے اندر اس کو بنائیں۔ اب کیونکہ بجٹ کا معاملہ ہے تو اس حوالے سے میں معیشت جو ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے اس حوالے سے بھی قرآن میں اللہ تعالیٰ نے سود کے حوالے سے بڑی واضح ہدایات دی ہیں اور قرآن مجید کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی:

"وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا"

کہ سود کو میں نے حرام کیا اور تجارت کو میں نے حلال کیا اور ایک اور جگہ رب تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ:

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا

اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷۸﴾
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ"

رب تعالیٰ نے کہا کہ یہ جو سود ہے اس کو اب تم چھوڑ دو۔ اس کے اوپر رب تعالیٰ نے categorically warning دی ہے کہ جو لوگ اب اس حکم کے بعد بھی سود کے کام کو جاری وساری رکھیں گے تو رب کہتا ہے کہ وہ کان کھول کر سن لیں اور تیار ہو جائیں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے حضرت محمد جو میرے اور آپ کے آقا نامدار ہیں اور ہماری تمام عزتیں ان کی عزت پر قربان ہیں۔

آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ جو سودی کام کرتے ہیں اس میں سود لینے والے، دینے والے، اس کے گواہ اور اس کو لکھنے والے ان چاروں کی وضاحت اللہ کے نبی نے ارشاد فرمائی اور یہ بات ارشاد فرمائی کہ یہ جو سودی کام کرتے ہیں وہ 70 درجے کا گناہ کرتے ہیں۔ جو آخری 70 واں گناہ ہے اس کے بارے میں آقا نے فرمایا کہ وہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنی سگی ماں سے زنا کرتا ہے۔ اتنی زیادہ تنبیہات ہیں۔ نومبر 1991 میں اسلامی شرعی عدالت کے فل بنچ نے اس کے بارے میں حرمت کا فیصلہ دیا اور گورنمنٹ کو پابند کیا کہ سات آٹھ مہینے کے اندر اپنے نظام کو غیر سودی کریں اس کے بعد سپریم کورٹ نے اس کو authenticate کیا لیکن اس وقت کی حکومت، معذرت کے ساتھ کہ اس وقت بھی جتنا اقتدار کے اندر موجود تھی۔ میاں محمد نواز شریف وزیراعظم تھے وہ سپریم کورٹ میں دوبارہ گئے، stay چلا پھر 1999 میں وہ stay مزید آگے چلا اور اب تک یہ معاملہ چل رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ میں اس وقت ایوان کے اندر سیاسی بات نہیں کر رہا ہوں۔ گورنمنٹ کے بنچوں پر بیٹھے سارے وزراء صاحبان اس پر غور و فکر کریں اور اس کے بارے میں کوئی لائحہ عمل بنائیں۔ آپ پوری قوم کو اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ لڑانے کی بات نہ کریں۔ آپ کی مہربانی۔

جناب سپیکر! یہ پانچواں بجٹ جس کو میں Clerical بجٹ کہوں گا جو ایوان کے اندر پیش ہوا ہے اب یہ پندرہ بیس روز کی جو بحث و مباحثہ ہو گی، میں محترمہ وزیر خزانہ سے معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ میں یہ بات ان کی طرف refer نہیں کر رہا کہ یہ بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہو گا۔ اس میں ہم تقریریں کریں گے، یہ ایک روایت ہے کہ حکومتی بنچوں کی طرف سے تحسین کے ڈھونگرے آئیں گے، اپوزیشن کی جانب سے تنقید آئے گی اور اس طرح یہ بجٹ پاس ہو جائے گا۔ اس بحث کے نتیجے میں ایک ٹیڈی پیسے کا ہیر پھیر بھی ممکن نہیں ہو پائے گا۔ مجھے افسوس ہے کہ ہر دفعہ اس طرح ہی ہوتا ہے، پری بجٹ Debate بھی کروائی جاتی ہے لیکن وزیر خزانہ جو ماضی میں رہے ہیں یا جو اس وقت ہیں انہوں نے کبھی اپنی تقریر کے اندر refer کیا ہو کہ ایم پی اے صاحبان کی پری بجٹ Debate میں ان کی یہ تجاویز آئیں تھیں اور ان کو ہم نے بجٹ میں incorporate کیا ہے۔ اگر یہ اس طرح کریں تو اس سے ایوان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور اس کی sanctity بھی برقرار رہتی ہے۔

جناب سپیکر!میں یہ بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال بجٹ پیش ہوا، سارا سال گزر گیااور ہم کوئی mechanism نہیں بنا سکے باوجود ایوان کی اس کمیٹی جس میں rules and regulations میں ترامیم کرنے کی بات کی تھی میں نے اس میں بھی یہ بات refer کی تھی اور لیڈر آف دی اپوزیشن نے بھی یہ بات کی کہ پری بجٹ proposals کو آپ سٹینڈنگ کمیٹی کو دیں پھر اس سے بجٹ proposals بنائیں۔

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ سارا سال کوئی خبر نہیں ہوتی کہ پیسے کہاں سے آتے ہیں اور کہاں خرچ ہوتے ہیں۔میں اس کی مثال جنوبی پنجاب کے حوالے سے دوں گا۔آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے ایک سوال دیا تھا کہ کتنے منصوبے ہیں جن کی رقم re-appropriate کر کے میٹرو بس میں لگائی ہے؟میں میٹرو بس کے خلاف نہیں ہوں لیکن میں ترجیحات کی بات کرتا ہوں۔میٹرو بس لاہوریوں کے لئے اچھا منصوبہ ہے۔پہلی دفعہ تو گورنمنٹ نے کوئی جواب نہ دیا دوسری دفعہ آپ کی direction کے بعد ایک صحیح جواب آیا۔پھر ہمیں معلوم ہوا،کیونکہ متعلقہ محکمہ کے سیکرٹری کے دستخط ہوئے تھے کہ جنوبی پنجاب اور بہاولپور کے 117 منصوبے جو 23۔ارب روپے کی مالیت کے تھے ان پر دوران سیشن ایک پائی بھی نہیں لگی وہ سارے کے سارے پیسے re-appropriate کر کے میٹرو بس پر لگائے گئے۔ اسی طرح دو سال یا ایک سال سے بہاولپور میں سرکلر روڈ کے لئے رقم رکھی جاتی ہے،کمشنر صاحب نے دو تین دفعہ مجھے خوشخبری سنائی کہ ڈاکٹر صاحب پیسے لے گئے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ ارشاد فرمایا کہ انہیں خرچ کرنے کی اجازت نہیں ملی۔ہمیں یہ کیسے پیسے دیئے ہیں کہ جن کو خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے؟ سال ختم ہو گیا ہے ایک اینٹ بھی اس سرکلر روڈ کے حوالے سے نہیں لگی جہاں ٹریفک کا بہت زیادہ گھرمس ہے۔

جناب سپیکر!میں نے یہ باتیں اس لئے پیش کی ہیں کہ دوران سیشن کوئی ایسا mechanism ہو جس سے ہمیں پتا یہ چلے کہ پیسے کہاں سے آئے اور کہاں کہاں گئے ہیں؟اس کا کوئی سسٹم نہیں ہے اس لئے ہمیں کچھ پتا نہیں چلتا اور اس کا عکس میں ابھی آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!اس حوالے سے میرے پاس 30۔جون 2017 تک کے اعدادوشمار کی ایک رپورٹ ہے۔وزیر خزانہ نے یہ بات کی کہ ہر ہیڈ کے اندر ہم نے اتنا increase کیا ہے لیکن وہ یہ تو بتائیں کہ جو پچھلے سال میزانیہ پیش ہوا تھا، جس کو منظور کروایا تھا اس کا کیا بنا،اس کو کس طرح خرچ کیا اور کتنے فیصد اس پر عملدرآمد کیا؟یہ میرے پاس سکول ایجوکیشن کے اعدادوشمار ہیں۔بجٹ میں سکول ایجوکیشن

کا جو لوکل component منظور ہوا وہ 47 ہزار 873 ملین روپے ہے۔ اس میں foreign aid کا component، 88ملین آیا۔ یہ 47ہزار 780 ملین روپے سکول ایجوکیشن کے لئے دیئے گئے۔ اس میں allocation on revenue utilization جو۔اپریل30۔اپریل2017تک ہے وہ 20ہزار650ملین ہے۔ یعنی سکول ایجوکیشن کے لئے جو allocated رقم تھی اس کا50فیصد 30۔اپریل2017تک خرچ ہو چکا ہے۔اب دو مہینے کے اندر روز لگا کر یہ10فیصد مزید کر لیں گے یعنی پچھلی دفعہ جو اسمبلی نے آپ کو دیا ہے اس میں سے10فیصد آپ خرچ نہیں کر سکے۔اس طرح ہیلتھ کو دیکھیں کہ اس کی اتنی priorities تھیں کہ اس کو دو حصوں سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن اور پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر میں تقسیم کر دیا۔ ان کی حالت یہ ہے کہ پچھلے سال بجٹ میں 24ہزار500ملین روپے دیئے گئے اور انہوں نے10ہزار107ملین روپے خرچ کئے۔ ان کو جو ریونیو allocation ہوئی تھی یہ اس کی 36فیصد بنتی ہے یعنی یہ36فیصد رقم30۔اپریل2017 تک خرچ کر پائے ہیں۔یہ دو مہینے کے اندر مزید کتنا خرچ کر لیں گے ؟بہت زور لگالیں گے تو50فیصد تک چلے جائیں گے۔ 50فیصد کا کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں گیا اور کیا معاملہ ہوا۔ اس طرح پرائمری اور سیکنڈری ہیلتھ کیئر کی 18ہزار ملین روپے کی بجٹ allocation تھی۔ اس میں جمع تفریق ہوتی رہی، خرچ ہوتا رہا اور30۔اپریل2017تک کا net خرچہ9ہزار322ملین ہے۔یہ allocated amount کا41فیصد بنتا ہے۔اب یہ مزید کتنا خرچ کر لیں گے مجھے اس کا علم نہیں ہے۔

جناب سپیکر!یہ اریگیشن اور ایگریکلچر کی بڑی بات کرتے ہیں اور ان کا چولی دامن کا ساتھ ہے اس کے لئے22ہزار115 ملین روپے کی allocation ہوئی اور دوران سال انہوں نے18ہزار665 ملین خرچ کیا۔یہ30۔اپریل تک allocated amount کا46فیصد بنتا ہے۔آپ حساب لگا لیں کہ 56فیصد ان کے پاس موجود ہونا چاہئے جو انہیں نے خرچ نہیں کیا۔ جو انہوں نے بجٹ document میں بتایا ہے کہ یہ ہم نے بڑی ریکارڈ بچت کی ہے اصل میں یہ یہی بچتیں ہیں کہ آپ اتنے نااہل ہیں،آپ کی financial management،آپ کی منصوبہ بندی اور آپ کی monitoring اتنی ناقص ہے کہ allocated amount کو بھی خرچ نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر!میں اس کی بنیادی وجہ سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جو وزراء کی لائن یہاں بیٹھی ہے یہ سارے کے سارے بے اختیار ہیں۔ میں نے ان سب معاملات کو بڑے قریب سے دیکھا ہے اور

مجھے دکھ ہوتا ہے۔ میں آج اس ایوان کے توسط سے وزیراعلیٰ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ آپ ٹیم ورک پر آئیں اور ان کو بااختیار کریں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! وزراء بااختیار ہیں، لاء منسٹر بااختیار ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ بہت اہل ٹیم ہے لیکن اختیار نہ ہونے کی وجہ سے بالکل بانجھ ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سب کے پاس اختیارات ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اسی طرح آپ دیکھیں ایگر کلچر جس کے بارے میں بڑی باتیں کی کہ ہم نے اس کو اتنا increase کر دیا، یہ سودی اور وہ غیر سودی، اس میں پچھلے بجٹ میں جو ان کو allocate ہوا وہ 1678 ملین روپے ہے اور foreign aid کا component بھی اس میں تھا جو کہ 3922 ملین تھا، end کے اندر نتیجہ کیا نکلا کہ یہ 30۔جون تک 6565 ملین روپے خرچ کر پائے ہیں جو کہ 62 فیصد بنتا ہے۔

جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ فوڈ پر، میں پچھلی ساری figure نہیں بتاتا جو انہوں نے ٹوٹل 30۔جون تک خرچ کیا ہے جو کہ وہ 39 فیصد خرچ کیا ہے۔ اسی طرح ڈسٹرکٹ اور ٹی ایم اے ڈویلپمنٹ پروگرام پر ان کو 15 ہزار ملین روپے allocate ہوئے اور سارے سال میں بہت تیر مارا تو 7491 ملین روپے خرچ کر پائے ہیں جو کہ 50 فیصد بنتا ہے۔ ٹی ایم اے جن کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے ان کو بڑا بااختیار کیا ہے، وہ جو نظام لے کر آئے ہیں وہ نظام، میں سمجھتا ہوں اور میرا ذاتی تجزیہ پچھلے نظام کے حوالے سے یہ ہے کہ وہ بالکل بے چارے بے بس ہیں جو لوگ اس وقت اب وہاں مختلف ذمہ داریوں پر جو چیئرمین اور میئر بیٹھے ہیں وہ بالکل بے اختیار ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے ایوان میں پہلے بھی کہا ہے کہ بس اتنی کسر رہ گئی ہے کہ آپ ان کے ہاتھ میں جھاڑو پکڑا دیں اور وہ سڑکوں پر جھاڑو دیں باقی کوئی شے ان کے پلے اس حوالے سے نہیں ہے۔ کوئی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نہیں ہے، بالکل ڈسٹرکٹ گورننس کے حوالے سے اس سارے نظام کا ستیاناس کر دیا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ اگر محترمہ وزیر خزانہ مناسب سمجھیں تو جو پچھلا بجٹ دیا تھا اس میں سے انہوں نے جو خرچ کیا وہ بھی ذرا عوام کو بتائیں کہ ہم نے اس کو کیسے خرچ کیا ہے، کتنا خرچ کیا ہے، کدھر سے پیسے اٹھا کر کدھر کو لگائے ہیں؟ آپ یہ تسلیم کریں، میں نے آپ کی خدمت میں یہ جو figures دیئے ہیں یہ بالکل authentic figures ہیں، کہیں اِدھر اُدھر سے لے کر نہیں آیا۔

جناب سپیکر!میں آخر میں دو چار باتیں اپنے جنوبی پنجاب کے حوالے سے کروں گا۔اب میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے سرکاری ملازمین کی pay میں increase دیا۔ پچھلے سال انہوں نے کلریکل سٹاف کو بہت نوازا ہے یہ بہت اچھی بات ہے کہ ان کو uplift کیا گیا ان کو سکیل 7 سے سکیل 9 میں اپ گریڈ کیا گیا، سکیل 9 سے سکیل 11 میں اپ گریڈ کیا گیا،اسی طرح سکیل 16 میں اپ گریڈ کیا گیا اور اس طرح کے سکیل دیئے گئے لیکن ٹیکنیکل سٹاف اس سے محروم رہا ہے بلکہ اس سے اسمبلی کا ٹیکنیکل سٹاف بھی محروم ہے۔اسی طرح ہیلتھ کے کوئی 150 کے قریب کیڈر ہیں جو اس سے مستفید نہیں ہوئے اور ان کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر!میں محترمہ وزیر خزانہ سے ایک دو دفعہ مل بھی چکا ہوں،ان سے request بھی کی ہے اور ان کو اتنا ایک تھبا بھی دیا تھا جس میں ساری detail تھی۔ان کو یاد ہو گا کہ میں ان کے دفتر میں ان کو دے کر آیا تھا۔انہوں نے کہا کہ ہم اس کو consider کریں گے۔ہماری محترمہ وزیر خزانہ اسی subject کی ہیں اور وہ اس حوالے سے ساری بات کو سمجھتی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ فیصلے تو ظاہر ہے کسی اور جگہ پر اس حوالے سے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر!اب میں آپ کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ سے دوبارہ request کروں گا کہ وہ اس کو دیکھیں،ابھی بھی وقت موجود ہے اگر اس دوران وزیراعلیٰ سے کوئی منظوری لے کر کوئی صورتحال بنائیں۔

جناب سپیکر!بے روزگاری،پورے پنجاب میں بے روزگاری اپنی جگہ موجود ہے،بڑے شہروں میں کیونکہ کچھ انڈسٹریز موجود ہوتی ہیں تو اس کے نتیجے میں لوگ کھپ جاتے ہیں۔میں بہاولپور کی بات کرتا ہوں،اگر میرے دفتر میں ایک دن کے اندر دو سو لوگ آتے ہیں تو سوا سو لوگ صرف ملازمت کے لئے آتے ہیں۔میں بڑے دکھ سے اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ جب میں سال ڈیڑھ سال پہلے بہاولپور سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کا ڈائریکٹر تھا تو دو ایم اے سیکنڈ کلاس پاس بچے میرے پاس آکر روئے اور کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ تھوڑے سے بااختیار ہیں،آپ ہمیں جمعدار لگوادیں اور ہم سڑکوں پر جھاڑو دیں گے۔میں نے ان کو لگوا دیا اور وہ آج بھی بہاولپور کی سڑکوں پر جھاڑو دیتے ہیں اور دل خون کے آنسو روتا ہے۔اسی حوالے سے کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے اب یہ بات کہنا کہ یہ سڑک بن رہی ہے اور اس سے بے روزگاری دور ہو جائے گی۔یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ سڑک بننے سے کیسے بے روزگاری دور ہو گی؟

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ کو انرجی سیکٹر کے اندر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں باتیں تو بہت ہوئی ہیں پرسوں وزیراعظم کا بیان بھی اخبار میں پڑھ رہا تھا اور انہوں نے کہا کہ میاں محمد شہباز شریف جوش وجذبے میں آکر بھڑکیں مار جاتے ہیں اور یہ بھی بھڑک ماری تھی۔ انہوں نے کہا کہ ہم چھ مہینے کے اندر بجلی کی لوڈشیڈنگ سے نجات دلادیں گے۔ انہوں نے جلسے میں یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر ہم چھ مہینے میں بجلی کی لوڈشیڈنگ ختم نہ کر سکیں تو میرا نام تبدیل کر دیا جائے۔ اب چھ مہینے تو گزر گئے ہیں اور یہ پانچواں بجٹ آگیا ہے بلکہ چار سال گزر گئے ہیں تو وہ اپنا نام خود تجویز کر دیں ہم اسے قبول کر لیں گے ورنہ ہم کوئی نام رکھ دیں گے تو پھر آپ کو اس حوالے سے شکایت ہوگی۔

جناب سپیکر! میں ترجیحات کے حوالے سے بھول گیا، انرجی سیکٹر کے اندر 7985 ملین روپے جس میں 1015 ملین روپے کا foreign component بھی تھا اس میں سے یہ پورے سال میں 1731 ملین روپے خرچ کر چکے ہیں جو کہ ان کو ٹوٹل allocate ہوا ہے یہ اس کا 40 فیصد بنتا ہے۔ یہ چیزیں بتاتی ہیں کہ کیا ترجیحات ہیں، سارا فوکس اورنج لائن ٹرین پر ہے cosmetic منصوبوں کے حوالے سے، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس کی مینجمنٹ کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپکر! بہاولپور میں پانی کا لیول بہت نیچے چلا گیا ہے کیونکہ ہمارا ستلج دریا سندھ طاس معاہدے کے تحت ہندوستان کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ گورنمنٹ نے خود اس کو تسلیم کیا ہے اور کہا کہ ہم آپ کے دریا کو run رکھنے کے لئے کوئی متبادل بندوبست کروائیں گے لیکن کوئی متبادل بندوبست نہیں ہوا۔ میاں محمد نواز شریف تین سال پہلے بہاولپور تشریف لائے اور انہوں نے معززین کے ساتھ خطاب کیا اور کہا کہ بہاولپور میں پانی کی سطح نیچے ہو گئی ہے اور اس کے لئے ہم بہت اچھا منصوبہ بنا رہے ہیں، بہاولپور شہر سے ایک یا آدھے کلو میٹر فاصلے پر دریا بہتا ہے تو ہم اس کے اندر ایک مصنوعی جھیل بنائیں گے، اس میں پانی سٹور ہوگا، شہر کا پانی level بھی اوپر آئے گا۔ اس کے ساتھ اور بہت سارے فوائد بیان لیکن تین سال گزرنے کو آئے ہیں انتظامیہ سے پوچھتا رہتا ہوں، کمشنر سے بات کرتا ہوں، جب میں Federal state Minister Education جناب بلیغ الرحمٰن سے بات کرتا ہوں تو وہ ہنس کر ٹال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اوپر لکھ رہے ہیں، ہم نے اتنا لکھ دیا۔ ہمارے ساتھ تو اس حوالے سے یہ کچھ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں چار سال سے یہ پکار رہا ہوں کہ سرکل روڈ بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال اور میڈیسن مارکیٹ کے درمیان میں سے گزرتی ہے اور یہ شہر کی سب سے مصروف ترین شاہراہ ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دو fatal accidents دیکھے ہیں، مریض کے attendant کے ہاتھ میں نسخہ ہے اور وہ مریض کی پریشانی دیکھتے ہوئے بھاگا آ رہا ہے، اس نے پوری طرح دائیں بائیں نہیں دیکھا اور جیسے ہی سڑک پر چڑھا گاڑی آئی اس نے اٹھایا اور اس کو دور پھینکا۔ موقع پر اس کی death ہو گئی۔ یہ دو accidents میں نے اپنی نظروں کے سامنے دیکھے ہیں۔ جب لاہور آتے ہیں، ہمیں لاہور کی ترقی سے کوئی غم نہیں ہے اور اس پر کوئی دکھ نہیں ہے لیکن یہاں آ کر ہمیں اپنی کمی کا احساس ضرور ہوتا ہے۔ آپ چلے جائیں تو بیشتر سڑکیں نیچے سے گزر رہی ہیں، سڑکیں اوپر سے گزر رہی ہیں اور ریکارڈ مدت کے اندر اربوں روپے کی مالیت سے سڑکوں کی توسیع ہو رہی ہے، اچھی بھلی سڑکیں بنی ہوئی ہیں ان کو اکھاڑ کر ان پر نئی کارپٹ ہو رہی ہے لیکن بہاولپور میں سرکل روڈ پر چند کروڑ روپے کا flyover کا منصوبہ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وزیر قانون رانا ثناء اللہ نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ نے یہ بہت اہم مسئلہ اٹھایا ہے انشاء اللہ میں بجٹ کے اندر یہ flyover لے کر دینے کی کوشش کروں گا لیکن ظاہر ہے بجٹ آ گیا ہے، اسی طرح ہمارا ون یونٹ چوک ہے وہاں پر بھی ٹریفک کا اتنا دباؤ ہوتا ہے تو وہاں پر بھی ایک flyover کی ضرورت ہے جو ہماری genuine ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ محکمہ خزانہ کے اندر کاموں کے حوالے سے جانے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ ظاہر ہے نام لینا تو بالکل غیر مناسب ہے لیکن ذمہ دار اچھے خاصے افسران سے میری discussion ہوئی تو انہوں نے کہا کہ جو ڈویلپمنٹ کے لئے پیسا پنجاب کے پاس آتا ہے تو اس کا 67 فیصد لاہور پر خرچ ہوتا ہے۔ میری اس بات کو ایشین ڈویلپمنٹ بنک نے authenticate کیا، پی سی ہوٹل کے اندر ایک سیمینار ہوا تھا تو انہوں نے مجھے بھی بلایا اور اس پر ایک graphic representation دکھائی گئی، انہوں نے دکھایا کہ لاہور پر جو ترقیاتی رقم کا گراف تھا وہ اوپر کی لائن سے بھی اوپر گزر رہا تھا یعنی وہ ان کے صفحے کے اندر آ ہی نہیں رہا تھا، بہاولنگر کے لئے base line کے اوپر سے ایک لائن تھی اور بہاولپور کی تین چار لائنیں اس سے اوپر تھیں۔ اگر آپ اس طرح کرتے ہیں تو اس سے محرومیاں بڑھتی ہیں، آپ نے راولپنڈی اور فیصل آباد میڈیکل کالجوں کو یونیورسٹی بنانے کا اعلان کیا ہے، بہت اچھی بات ہے لیکن یہ دونوں میڈیکل کالج بہاولپور میں قائداعظم میڈیکل کالج کے

بعد بنے ہیں۔ اگر آپ نے یہ چوکا چھکا مارا ہے تو مہربانی کر کے ایک چھکا اور مار دیتے کہ بہاولپور میں قائداعظم میڈیکل کالج کو بھی یونیورسٹی کا درجہ دے دیا جائے۔

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ! آپ سے request کروں گا کہ آپ وزیر اعلیٰ سے بات کریں اور اس بجٹ میں جب آپ آخر میں اس بحث کو conclude کریں، کوئی مذائقہ نہیں ہے کہ اگر اس کو بھی آپ یونیورسٹی بنا دیں گے تو ہمارے دل خوش ہو جائیں گے ورنہ یہ سوالیہ نشان ہمارا لگا رہتا ہے کہ جی، وہ ہمارے سے بعد میں بننے والے میڈیکل کالج یونیورسٹی آپ نے بنا دیئے ہیں اور قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور کو آپ یونیورسٹی کیوں نہیں بناتے؟ اس کو آپ مہربانی کر کے اس حوالے سے دیکھیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتاؤں گا کہ بھکر کے اندر ایک میڈیکل کالج کا اعلان ہوا ہے، بہاولنگر میں بنا رہے ہیں اور پھر میڈیکل فیکلٹی نہیں ہے۔ آپ جو چیز بھی بنائیں اس کی فزیبلٹی تو پہلے بنائیں، میں بالکل ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ ملتان میں جو آپ نے میٹرو بس چلائی ہے وہ خسارے میں جا رہی ہے، لوگ اس پر اتنے سفر نہیں کرتے، اس کی feasibility report پہلے آپ نے بنائی نہیں۔

جناب سپیکر! میں نے اسمبلی کے اندر سوال دیا ہے، اللہ کرے اس کا جواب آ جائے تو اس میں معلوم ہو جائے گا کہ اس سے کتنے لوگ مستفید ہو رہے ہیں اور ہم اس میں کتنی سبسڈی دے رہے ہیں۔ یہ چیزیں دیکھنے والی ہیں اور اس طرح کے میڈیکل کالج کے آپ اعلانات تو کر رہے ہیں لیکن آپ کے پاس فیکلٹی نہیں ہے۔ میں خود ڈاکٹر ہوں اور آئے دن ان مسائل کو میں جا جا کر دیکھتا ہوں۔ بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ اب ڈی جی خان میں میڈیکل کالج ہے لیکن فیکلٹی نہیں ہے۔ بہاولپور سے ایسوسی ایٹ پروفیسر کو اٹھایا، اس کو کہا کہ بھئی! دو مہینے کے لئے مہربانی کر لے، تو وہاں پر چلا جائے کیونکہ اس کو recognize کرنے کے لئے وہاں پر پی ایم ڈی سی کی ٹیم آ رہی ہے، تین چار پروفیسر یہاں سے بھیجے، مجھے خود ایک کے بارے میں ایڈیشنل سیکرٹری نے کہا کہ آپ اس کو request کریں کہ یہ join کرے اور ہم وعدے کے مطابق اس کو واپس کریں گے۔

جناب سپیکر! میں نے اس سے request کی کہ بھئی! گورنمنٹ مشکل میں ہے، وہ ہمارا ادارہ بن گیا ہے، اب مہربانی کرو تم چلے جاؤ تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں اتنے مہینوں کے بعد واپس کروا دوں گا۔ میں خوش ہوں الحمدللہ کہ جو commitment انہوں نے مجھ سے کی اس کے مطابق انہوں نے واپس اس کو pass out کر دیا لیکن اس حوالے سے یہ بڑی مشکلات ہیں تو آپ بغیر ہوم ورک کئے اس طرح کے چوکے چھکے مارتے ہیں یہ بہت ہی غیر مناسب ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بہاولپور میں وزیراعلیٰ صاحب آئے، آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کا سنگ بنیاد رکھ کر چلے گئے۔اب چار سال گزر گئے ہیں وہ سنگ بنیاد جو ہے وہ اب سنگ خاک ہو رہا ہے اور پتا نہیں اس کے اوپر کب کوئی کام ہو گا، محکمے سے معلوم کرتے ہیں تو وہ چپ کر جاتے ہیں اور کوئی جواب نہیں دے پاتے، انہیں پتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو اگر ہم کوئی جواب دیں گے تو یہ اسمبلی میں اٹھ کر بات کرے گا۔ ہماری کھینچائی ہو جائے گی تو ظاہر ہے کہ ہمارے ساتھ یہ کچھ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں یہ ساری جو محرومیاں اس حوالے سے ہیں میں اس حوالے سے کہوں گا کہ بالکل دیانتداری کے ساتھ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بہاولپور صوبہ بحال ہونا چاہئے اور اسی ایوان نے ایک قرارداد پاس کی، آپ سارے اس کے اندر موجود تھے، جنوبی پنجاب کے صوبے کے بنائے جانے کی بات ہوئی اور جنوبی پنجاب انشاء اللہ صوبہ بنے گا اور ہم دیکھیں گے کہ گورچانی صاحب وہاں پر وزیراعلیٰ ہوں گے۔(قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں کریں جی، مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بہاولپور صوبہ بحال ہو گا۔ ہمارے مسائل وہاں حل ہوں گے ناں۔ گزارش یہ ہے کہ صادق آباد اور راجن پور سے بندہ نکلتا ہے اور وہ سارا دن کا سفر کر کے رات کو یہاں پہنچتا ہے، اگلے دن سیکرٹریٹ جاتا ہے، سیکرٹری صاحبان تو ملتے نہیں ہیں، ان کے دفتر میں گھسنا عام آدمی کے لئے بالکل ممکن نہ ہے، سیکرٹریٹ میں جانا بڑا مشکل ہے اور سیکرٹری کو ملنا یہ تو بہت ہی، بہت ہی مشکل کام ہے۔ چھوٹا سا کوئی ملازم جو ہے اس کی حیثیت ہی نہیں ہے اور یہ بارہا اس طرح کی چیزیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ وہ آدمی بیچارہ دو تین دن یہاں رہتا ہے اور آٹھ دس ہزار روپے کا خرچہ کرتا ہے اور اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ میری قسمت ہی ایسی تھی، میرا مقدر ہی ایویں ہا، یہ کہہ کر وہ واپس چلا جاتا ہے۔ جب اسمبلی نے ایک قرارداد متفقہ پاس کر دی ہے اور یہ ضرورت بھی ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب محترم لاہور کی ترقی کو دیکھ دیکھ کر پھلتے پھولتے خوش ہوتے ہیں، وہ ہوتے رہیں، ہمیں وہاں ہمارا صوبہ دے دیں، ہمارے گورچانی صاحب وہاں پر ہمارے وزیراعلیٰ ہوں گے، ہم ان کی خدمت کے اندر حاضر ہوں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بہاولپور صوبہ بحال ہو گا۔ پہلے صوبہ رہا ہے۔ مخدوم احمد محمود وہاں کے وزیراعلیٰ رہے ہیں۔ 49 ممبران کی اسمبلی وہاں پر کام کرتی رہی ہے اور بہاولپور صوبے کے بڑے اچھے طریقے سے معاملات چلتے تھے، کوئی غریب صوبہ نہیں تھا، مرکز سے کوئی سبسڈی نہیں لیتا تھا بلکہ آپ کو معلوم ہے

کہ پاکستان کی پہلی تنخواہیں نواب صادق رحمۃ اللہ علیہ نےdonate کیں کہ پاکستان فیل سٹیٹ نہ بنے۔ اس کے علاوہ اور بھی طریقوں سے انہوں نےfacilitate کیا، کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور میں ان کے ہال بنے ہوئے ہیں، پنجاب یونیورسٹی کو انہوں نے جگہ لے کر دی، پورے پاکستان کے اندر اس حوالے سے ان کی نشانیاں موجود ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے اپنی آخری بات کروں گا کہ آپ مہربانی کریں، سارے وزراء صاحبان بھی مہربانی کریں کہ جو آپ نے یہاں 2008 سے 2013 کی اسمبلی کے اندر بہاولپور صوبے کی بحالی اور جنوبی پنجاب صوبے کے بنائے جانے کی یہاں متفقہ دو قرار دادیں پاس کیں اس کے اوپر عملدرآمد کے لئے آپ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔ آپ یقین کریں کہ یہ پاکستان کے لئے خدمت ہوگی۔ آج اگر سندھ، بلوچستان، کے پی کے پنجاب کو گالی دیتا ہے تو وہ اس لئے کہ پنجاب کا حجم زیادہ ہے، National Divisible Pool میں سے پنجاب کو زیادہ حصہ ملتا ہے۔ اس کے نتیجہ کے اندر وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری محرومیاں بڑھتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ بات کروں گا کہ پی ایم سی کا لکھا ہوا ہے کہ وہ جو قابل تقسیم محاصل میں سے 44 فیصد ہم لوکل گورنمنٹ کے نظام کو دے رہے ہیں۔ یہ اس طرح کی گول مول سی بات کرنا، یہی باتیں ہوتی ہیں کہ جس کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ بجٹ اعداد و شمار کا گورکھ دھندہ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بہت شکریہ۔ جی، جناب جاوید اختر!

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! یہ clarify کیجئے گا کہ ادھر سے بھی جاوید اختر ہیں اور وہ بھی کھڑے ہیں اور ادھر سے میں بھی جاوید اختر ہوں اور میں بھی کھڑا ہوں۔ پی پی نمبر دیکھ کر پکار دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، یہ جناب جاوید اختر ہیں۔ آپ کا پی پی۔242 ہے۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میرا پی پی۔242 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو پھر یہ آپ ہی کا نام ہے۔ آپ تقریر کریں۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ، ان کی ٹیم اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو ایک شاندار بجٹ پر جس کا حجم 1970 ارب روپے ہے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ بجٹ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا صوبہ کے متعلق وژن اور صوبہ کی ترقی کے متعلق ان کا جو خواب ہے اس کی پوری عکاسی کرتا ہے۔

جناب سپیکر! میں ذرا تھوڑا پیچھے جاؤں گا کہ 2013 میں جب الیکشن ہوئے تھے، سارا ایوان جانتا ہے، آپ بھی جانتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کا جو پانچ سالہ دور تھا اس میں اس ملک کے ساتھ کیا کچھ کیا گیا، آپ کے بھی سامنے ہے، سارے ایوان کے سامنے ہے۔ ہماری حکومت کو جو وراثت میں ملا، ملک اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا، ادارے تباہ ہو چکے تھے، یہ میاں محمد نواز شریف کی ولولہ انگیز قیادت ہی تھی کہ جس نے اس ملک کو صحیح track پر ڈالا اور ترقی کی راہ پر گامزن کر دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ اگلا جو الیکشن ہے پی ایم ایل (ن) اپنی کارکردگی کی بنیاد پر لڑے گی اور جیتے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں نے پیپلز پارٹی کی کارکردگی کی بات کی، میں معذرت کے ساتھ اس کا تھوڑا سا ذکر کرنا چاہوں گا کہ پیپلز پارٹی کے colleagues بھی بیٹھے ہیں لیکن یہ حقائق ہیں، یہ کڑوے ضرور ہیں۔ ادارے ایسے تباہ ہوئے اس کی میں ایک چھوٹی سی مثال آپ کو دیتا ہوں۔ مجھے ریلوے کے ایک افسر نے بتایا ہے کہ ایک ٹرین لاہور سے کراچی جا رہی تھی، راستے میں ایک سٹیشن پر کھڑی ہو گئی، دو گھنٹے گزر گئے، تین گھنٹے گزر گئے، مسافر نیچے اترے انہوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے، کیوں کھڑی ہو گئی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ڈیزل ختم ہو گیا ہے تو مسافروں سے چندہ لے کر اس ٹرین میں ڈیزل ڈالا گیا تو پھر ٹرین روانہ ہوئی۔ پیپلز پارٹی کے دور میں اداروں کا یہ حال تھا۔ میرا یہ سنانے کا مقصد کچھ اور بھی ہے اور وہی پیپلز پارٹی کے لوگ آپ دیکھ رہے ہیں کہ daily basis کی بنیاد پر، وہی کرپٹ لوگ جوق در جوق تحریک انصاف میں شامل ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں عمران خان سے پوچھتا ہوں کہ میرٹ اور کرپشن کی definition اس قوم کو بتا دیں کہ وہ کیا ہے؟ میرٹ کیا ہے اور کرپشن کس کو کہتے ہیں؟ اگر کرپٹ ٹولے کو ہی آپ نے اکٹھا کر کے اگلا الیکشن لڑنا ہے تو عوام کو جواب تو دے دیں کہ کرپشن کا مقصد کیا ہے اور میرٹ جس کا آپ

راگ الاپتے ہیں اس کا مقصد کیا ہے؟وہ سارا مقصد تو فوت ہو گیا ہے چونکہ آپ ایک کرپٹ ٹولے کے ساتھ الیکشن لڑیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! کیا یہ بجٹ تقریر ہے؟

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میری بہن حوصلہ پیدا کریں۔ میاں محمد اسلم اقبال نے بھی بہت باتیں کیں، has and hadکی باتیں کیں اور پتا نہیں کیا کیا باتیں کیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! معزز ممبر پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بلکہ بجٹ پر بات کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: No، جی، فرمائیں!

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میں بجٹ پر بھی آتا ہوں۔ CPEC منصوبہ اصل بنیاد ہے جو ہمارے دشمن کو ایک آنکھ نہیں بھاتا باہر بیٹھے ہمارے دشمن ملک ان میں ہمارے پڑوسی بھی ہیں اور اس سے آگے پیچھے بھی ہیں اور معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ ہماری پارٹیاں بھی CPEC کو سبوتاژ کرنے کی سازش کر رہی ہیں اور ملک دشمنوں کے ایجنڈے کا حصہ بن رہی ہیں۔ انہیں یہ بات دیکھنی چاہئے کہ چین ہمارا برادر دوست ملک ہے اس کا پاکستان میں آنا خوش آئند ہے اور انہیں CPEC کو appreciate کرنا چاہئے لیکن یہ اسے سبوتاژ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں دعوے کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ اگر ہمارے اپوزیشن کے دوست اپنی آنکھوں سے مخالفت برائے مخالفت کی پٹی اتار کر اس بجٹ کو دیکھیں تو یہ بھی اس بجٹ کی تائید ہی کریں گے جس میں ہر شعبہ ہائے زندگی کے لئے بہت بڑی amounts رکھی گئی ہیں۔ اعداد وشمار سب کے سامنے ہیں آپ دیکھ لیں کہ ہر شعبے میں بہت زیادہ heavy amount دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! Wind up کریں۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میں اورنج لائن ٹرین اور میٹرو بس پر تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گا چونکہ یہ خالصتاً غریب لوگوں کے منصوبے ہیں۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اپوزیشن کے لوگ ان منصوبوں کی مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ اگر غریب کا بچہ، ایک کلرک، ایک چھوٹا ملازم ایک جگہ سے دوسری جگہ بیس یا تیس روپے میں سفر طے کرتا ہے تو ان کو اعتراض کیوں ہے؟ ہم نے آج نہیں بلکہ آنے والے وقت کو دیکھنا ہے جس طرح آبادی کے تناسب سے ہماری requirement بڑھ رہی ہے ہم نے اس کو بھی دیکھنا ہے اس پر بھی نگاہ رکھنی ہے۔ یہ future کے منصوبے ہیں لیکن پتا نہیں انہیں اس

بات کی سمجھ کیوں نہیں آ رہی اور یہ غریبوں کے منصوبوں کی کیوں مخالفت کرتے ہیں؟میں دل کی گہرائیوں سے یہ بات کر رہا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف ایک بے مثال،انتھک محنت کرنے والے وزیراعلیٰ ہیں اور بقیہ سیاستدانوں کے لئے role model ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہاں جنوبی پنجاب کی بات کی گئی تو میں آپ کے توسط سے سارے دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں 2۔ارب روپے سے زیادہ لاگت کا منصوبہ جو رود کوہیوں کو کنٹرول کرتا ہے جسے آپ بہت بہتر جانتے ہیں وہ مکمل ہونے کے قریب ہے اس پر 70فیصد کام ہو چکا ہے۔ایک بھائی نے کہا کہ کالج جی ٹی روڈ پر بن جائے میں اس کا جواب دے رہا ہوں کہ میرے علاقے میں شادن لنڈ کا ڈگری کالج برائے بوائز منظور ہو چکا ہے اور اس کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر!جو پاناما کا شوشا چھوڑا گیا تھا وہ بھی CPEC کے دشمنوں نے چھوڑا تھا،یہ CPEC کو سبوتاژ کرنے کی ایک سازش تھی لیکن انشاء اللہ انہیں منہ کی کھانی پڑے گی اور یہ اپنے منطقی انجام کو پہنچ جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!بہت شکریہ،اب آپ wind up کر دیں۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر!میاں محمد شہباز شریف اس صوبے کے لئے جو کام کر رہے ہیں میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ باقی سیاستدانوں کے لئے ایک مثال ہے کہ وہ ان کی راہنمائی میں کچھ سبق حاصل کریں۔میں آخر میں دو بہت زیادہ اہم تجاویز دینا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،بتائیں۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر!میاں صاحب سے میری ملاقات ہوئی تھی میں نے ان سے بھی گزارش کی تھی کہ ان چار سالوں میں سارے معاملات بہتری کی طرف گئے ہیں لیکن ہم پولیس کلچر اور تھانہ کلچر تبدیل نہیں کر سکے۔اسے تبدیل کرنا اور اس میں انقلاب لانا بہت ضروری ہے۔ہم نے 2013 کے الیکشن میں تھانہ کلچر کی تبدیلی کا کہا تھا اور اب 2018 کے الیکشن میں جانا ہے تو ہمیں تھانہ کلچر بدلنا پڑے گا۔

جناب سپیکر!میری دوسری تجویز ہے کہ میرا حلقہ خالص دیہاتی علاقوں پر مشتمل ہے جہاں پر چار پانچ قصبے دس ہزار سے چالیس ہزار تک کی آبادی کے ہیں لیکن وہاں پر صفائی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں ہر بجٹ اجلاس میں کہتا ہوں کہ دیہاتی حلقوں کے بڑے قصبوں میں ہر سال سولنگ، ٹف ٹائل اور سیوریج پر اربوں روپے کے فنڈز لگتے ہیں لیکن صفائی کی مناسب منصوبہ بندی نہ ہونے کی وجہ سے یہ فنڈز ضائع ہو جاتے ہیں۔ محترمہ وزیر خزانہ تشریف نہیں رکھتیں ہر سال میری اس تجویز کو appreciate کیا جاتا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ یونین کونسل کی سطح پر ایک مربوط پروگرام دیا جائے، انسپکٹر، سینٹری ورکر دیا جائے اور اس میں ہم سب کا فائدہ ہے چونکہ صفائی نصف ایمان ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میں ایک بات کہہ کر اپنی بات ختم کروں گا۔ وزیر خزانہ سے میری گزارش ہے کہ میں پچھلے چار سال سے کہہ رہا ہوں اور آج بھی کہہ رہا ہوں کہ مہربانی فرما کر دیہی علاقوں کے قصبات کے لئے صفائی کا کوئی مربوط نظام تیار کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ سید عبدالعلیم!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد شعیب صدیقی!

جناب محمد شعیب صدیقی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے سالانہ بجٹ 18-2017 کے لئے debate کرنے کا موقع دیا۔ میں نے پری بجٹ کے دوران بحیثیت اپوزیشن ممبر اپنی تجاویز محترمہ وزیر خزانہ، پارلیمانی سیکرٹری اور آپ کو بھی دیں اور میں نے استدعا کی کہ ان میں سے کچھ تجاویز ایسی ہیں جن کا تعلق نہ صرف میرے حلقے سے بلکہ صوبہ پنجاب سے ہے مگر نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ وہ پری بجٹ اجلاس جو عوام کے کروڑوں روپے سے منعقد کیا جاتا ہے جس میں ہم سے تجاویز مانگی جاتی ہیں اور ہم تجاویز دیتے ہیں لیکن ایک بھی تجویز کو اس بجٹ کے اندر شامل نہیں کیا گیا۔ کیا یہ گڈ گورننس ہے؟ کیا یہ جمہوریت ہے کہ آپ ہم سے تجاویز مانگتے ہیں کہ آپ اپنی تجاویز دیں ہم انہیں بجٹ کے اندر شامل کریں گے لیکن کرتے نہیں؟ یہ بجٹ صرف اور صرف وفاقی بجٹ کی طرح الفاظ کا گورکھ دھندہ ہے اس کے علاوہ اس کے اندر اور کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ اس صوبے کی حالت دیکھیں چاہے وہ ہسپتال ہوں، چاہے وہ تعلیم کا شعبہ ہو، چاہے وہ infrastructure ہو لیکن محترمہ وزیر خزانہ کہہ رہی ہیں کہ 2013 کے پاکستان میں اور آج کے پاکستان میں بہت فرق ہے۔ وہ کیا فرق ہے کہ آج لوگ سحری اور افطاری اندھیروں کے اندر کر رہے ہیں؟ ملک لوڈ شیڈنگ کے اندر ڈوبا ہوا ہے یہ فرق ہے؟ کیا 2013 اور آج کے پاکستان کے اندر یہ فرق ہے آج لوگوں کو پینے کے لئے صاف پانی میسر نہیں ہے؟ کیا یہ فرق ہے کہ سیف سٹی پراجیکٹ اس اسمبلی ہال کے باہر دھماکا ہوتا ہے؟ کیا یہ فرق ہے کہ تھانہ کلچر تبدیل کرنے کی بجائے آپ پولیس کی وردی

تبدیل کرتے ہیں؟ کیا یہ فرق ہے کہ ایک آئی جی کو ہٹا کر اسے پھر پولیس ڈیپارٹمنٹ کے اندر لگا دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر! حکومتی بنچز کی طرف سے بڑے شعر کہے گئے ہیں۔ شاید حبیب جالب نے انہی حکمرانوں کے لئے یہ کہا ہے کہ:

اب گناہ و ثواب بکتے ہیں
مان لیجئے کہ جناب بکتے ہیں
پہلے پہلے غریب بکتے تھے
اب تو عزت مآب بکتے ہیں
بے ضمیروں کی راج نیتی میں
جاہ و منصب خطاب بکتے ہیں

جناب سپیکر! روزگار سکیمیں شروع کی گئیں بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ بجٹ ایک ہے اور روزگار سکیمیں دو ہیں اپنا روزگار سکیم، وزیراعلیٰ روزگار سکیم، یہ کون سی روزگار سکیم ہے کہ 1990 میں مسلم لیگ (ن) کی گورنمنٹ ہے پیلو کیب سکیم نتیجہ زیرو، کوئی ایک پیلو کیب دکھا دیں۔ 2008 میں پیلی کالی ٹیکسی لائی گئی لیکن نتیجہ زیرو اس کے بعد موجودہ tenure کے اندر سبز ڈبے لائے گئے لیکن اس کا نتیجہ بھی زیرو اور اب اورنج ٹیکسی لا کر دی جا رہی ہے۔ کیا بہتر ہوتا کہ جو لوگ پڑھ لکھ کر گریجویشن اور ماسٹر کر کے بیٹھے ہیں انڈسٹری لگا کر ان کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کئے جاتے لیکن آپ ان کے لئے ٹیکسیاں دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ یہاں پر اگر میرٹ پر سکالرشپ دیئے جا رہے ہیں تو ان کا نام بھی شہباز شریف میرٹ سکالرشپ رکھا جا رہا ہے۔ کیا سر سید احمد خان، قائداعظم محمد علی جناحؒ یا علامہ محمد اقبالؒ کے نام پر اس سکیم کا نام نہیں رکھا جا سکتا تھا؟ عوام کے کروڑوں روپے سے میاں محمد شہباز شریف اپنی ذاتی تشہیر کرتے ہیں۔ رمضان بازاروں میں کروڑوں روپے مالیت کے فلیکس ان کے نام پر لگے ہوئے ہیں۔ خُدا کے لئے فلیکس کی بجائے آپ غریب عوام کو سستا آٹا مہیا کر دیں۔ آپ سکالرشپ دے رہے ہیں تو اپنے نام کے اُوپر دے رہے ہیں اور آپ کالج بھی اپنے نام پر بنانا چاہتے ہیں یعنی اپنے نام سے باہر نکلنا ہی نہیں چاہتے۔

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ نے یہاں ایوان میں جو بجٹ تقریر کی تھی اس کی کاپی میرے پاس ہے۔ میں اس تقریر کو پڑھتا رہا لیکن اس میں مجھے کامرس یا فنی تعلیم کے بارے میں کوئی ذکر نہیں ملا۔ فنی تعلیم کسی بھی ملک کی ترقی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن محترمہ وزیر خزانہ کو اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ وہ اس شعبہ کا اپنی تقریر میں ذکر کرتیں۔ ٹیوٹا کا چیئرمین میاں محمد شہباز شریف کو خوش کرنے کے لئے روزانہ کروڑوں روپے کے اشتہار دے رہا ہے لیکن اسے پوچھنے والا کوئی نہیں جبکہ آج ہمارے فنی تعلیمی ادارے بند ہو رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد شعیب صدیقی! wind up کر لیں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے لیپ ٹاپ سکیم کے لئے اربوں روپے مختص کئے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ ابھی OLX کھول کر دیکھ لیں تو انہیں پتا چل جائے گا کہ گورنمنٹ کی طرف سے دیئے گئے لیپ ٹاپ OLX پر فروخت ہو رہے ہیں۔ یہاں پر لوگوں کو لیپ ٹاپ کی ضرورت نہیں بلکہ انہیں اچھی تعلیم کی ضرورت ہے۔ ایسا انتظام کیا جائے کہ غریب کا بچہ بھی اس اچھی یونیورسٹی میں پڑھ سکے کہ جہاں پر اُمراء کے بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ میں نے پچھلے سال اپنی بجٹ تقریر میں کہا تھا کہ میرے حلقہ کے اندر کوئی بوائز ڈگری کالج نہیں ہے مگر اس کے لئے موجودہ بجٹ میں بھی کوئی فنڈز مختص نہیں کئے گئے۔

جناب سپیکر! میں نے محترمہ وزیر خزانہ کو لکھ کر دیا کہ 08-2007 کے اندر چودھری پرویز الٰہی کے دور میں میرے حلقہ میں ہسپتال کے لئے 440 ملین روپے رکھے گئے تھے جن میں سے 387 ملین روپے خرچ ہوئے لیکن اس کے بعد اس ہسپتال کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی اور آج تک اس ہسپتال کو مکمل نہیں کیا گیا۔ چونکہ وہاں پر تختی عبدالعلیم خان کی لگی ہوئی ہے اس لئے اس ہسپتال کو مکمل نہیں کیا جا رہا۔ میں نے پچھلے بجٹ میں کہا تھا کہ آپ بے شک اپنے نام کی تختی لگا لیں لیکن اس ہسپتال کو مکمل کروا دیں تاکہ غریب مریضوں کا وہاں پر علاج ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں انفرا سٹرکچر کے حوالے سے بات کروں گا۔ سال 08-2007 کے ADP میں جب وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی تھے اور عبدالعلیم خان اس صوبائی حلقہ سے منسٹر تھے تو اس وقت اس حلقہ کے لئے 217 ملین روپے انفرا سٹرکچر کے لئے رکھے گئے تھے۔ اس منصوبے کا 80 فیصد کام مکمل ہو گیا لیکن بقیہ کام آج تک مکمل نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ لوگوں کو پینے کا صاف پانی فراہم کرنے کی بات کرتے ہیں۔اس منصوبے کے لئے 30۔ارب روپے مختص کئے گئے تھے لیکن اس میں سے صرف ½2۔ارب روپے خرچ کئے گئے ہیں۔کیا یہ گڈ گورننس ہے؟یہ جو بجٹ بناتے ہیں،جو پیسے مختص کرتے ہیں وہ بھی خرچ نہیں کرتے۔اس وقت لوگوں کو زہریلا پانی پینے کے لئے مل رہا ہے۔میں نے اپنے حلقہ کے پانی کی PCSIRلیبارٹری کی رپورٹ اس ایوان کے اندر پیش کی تھی جس کے مطابق 30فیصد سے زیادہ Arsenicواسا کے ٹیوب ویلوں کے پانی میں پایا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد شعیب صدیقی!آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔wind upکر لیں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر!میں اپنی تقریر کا اختتام چند اشعار سے کرنا چاہوں گا۔

نتیجہ پھر وہی ہوگا سُنا ہے سال بدلے گا
پرندے پھر وہی ہوں گے شکاری جال بدلے گا
بدلنا ہے تو دن بدلو بدلتے کیوں ہو ہندسوں کو
مہینے پھر وہی ہوں گے سُنا ہے سال بدلے گا
وہی حاکم، وہی غربت، وہی قاتل، وہی غاصب
بتاؤ کتنے سالوں میں ہمارا حال بدلے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: اب ڈاکٹر محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ) بات کریں گے۔

ڈاکٹر محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!یہ بجٹ پورے سال کا میزانیہ یا تخمینہ ہوتا ہے اور جو لوگ اس کو الفاظ کا گورکھ دھندہ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کی mental approach کم ہے،ان کی دماغی صلاحیت کم ہے،وہ سمجھ نہیں سکتے اس لئے وہ اس بجٹ کو الفاظ کا گورکھ دھندہ کہتے ہیں۔اس کو سمجھنے کے لئے انہیں نئے سرے سے تعلیم حاصل کرنا ہوگی تاکہ وہ بجٹ کو سمجھ سکیں۔یہاں ایوان میں یا میڈیا ٹاک شوز پر بیٹھ کر الزام تراشی کر دینا درست بات نہیں کیونکہ اس بجٹ کے facts کچھ اور ہیں۔سال 18-2017 کا بجٹ ایسا بجٹ ہے کہ جس میں پنجاب کے عوام کو sustainableڈویلپمنٹ کا حصہ دار بنایا گیا ہے۔یہ بجٹ 1970۔ارب روپے پر مشتمل ہے۔اس بجٹ میں پنجاب کے عوام کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں بہتری لانے کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔موجودہ بجٹ میں تعلیم،صحت،زراعت،امن عامہ اور مقامی حکومتوں کے لئے مجموعی طور پر

1017۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔بلدیاتی نمائندے آنے والے دنوں میں اب اپنے مسائل کا حل خود کر سکیں گے کیونکہ ان کے لئے اس بجٹ میں فنڈز مختص کر دیئے گئے ہیں۔اسی طرح ہیلتھ اتھارٹیز کے لئے173۔ارب اور10کروڑ روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ اس مرتبہ پنجاب کا بجٹ بہترین، متوازن اور tax free ہے۔اس بجٹ میں کسی بھی شخص کے ساتھ زیادتی نہیں کی گئی اور ہر شعبہ ہائے زندگی کے لئے علیحدہ علیحدہ فنڈز رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر!ترقیاتی پروگرام کے لئے 635۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے تاکہ عوام کو بہترین انفراسٹرکچر دیا جا سکے۔حکومت پنجاب نے KPRRP پروگرام کے لئے اربوں روپے مختص کئے ہیں تاکہ کھیت سے منڈی تک سڑکیں تعمیر ہو سکیں، کسان اور عوام کو سہولتیں میسر آ سکیں۔ حکومت نے اس بجٹ میں تعلیم کے لئے 345۔ارب روپے، سکولز ایجوکیشن کے لئے 297۔ارب روپے اور بچوں کو مفت کتابیں مہیا کرنے کے لئے3۔ارب اور50کروڑ روپے رکھے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ ماہانہ وظیفہ -/200روپے سے بڑھا کر -/1000روپے کر دیا گیا ہے۔ترقی یافتہ اقوام میں بھی ایسی مثال نہیں ملتی کہ جو بچے سکول جائیں انہیں کتابیں مفت دی جائیں، ان کو bags دیئے جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ ایک ہزار روپے ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے۔جنوبی پنجاب کے کئی اضلاع میں سکول کے بچوں کو دوپہر کا لنچ بھی دیا جا رہا ہے۔یہ سب اقدامات دنیا میں اپنی مثال آپ ہیں۔ہائر ایجوکیشن کے لئے 44۔ارب61کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جبکہ طالب علموں کو وظائف اور بیرون ممالک اعلیٰ تعلیم دلوانے کے لئے80کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر!اس بجٹ میں شعبہ صحت کے لئے130۔ارب اور20کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔اس وقت پنجاب کے تمام ہسپتالوں میں خالی اسامیاں پُر کر دی گئی ہیں۔پنجاب کے تمام RHCs and BHUs میں خواتین کے maternity کے مسائل کے حل کے لئے چوبیس گھنٹے لیڈی ڈاکٹر کی سہولت مہیا کرنے کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں۔پاکستان کے کسی دوسرے صوبے میں شعبہ صحت میں اتنی زیادہ سہولتیں نہیں دی جا رہیں۔اس وقت پنجاب کے DHQs and THQs کی revamping کی جا رہی ہے اور اس کے لئے اربوں روپے کے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ ان ہسپتالوں میں ڈائیلسز سنٹر، ڈینٹل یونٹ، برن یونٹ، فزیوتھراپی یونٹ قائم کئے جا رہے ہیں۔اسی طرح

ہیپاٹائٹس، بچوں اور خواتین کی ادویات کے لئے 20۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اور عوام کی خدمت کیا کی جا سکتی ہے؟

جناب سپیکر! زراعت ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اس کے لئے 140۔ارب اور 50کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ حکومت پنجاب پچھلے کئی سالوں سے کسانوں کو fifty percent subsidized rate پر زرعی آلات مہیا کر رہی ہے۔ آئندہ مالی سال میں بھی کسانوں کو جدید زرعی مشینری fifty percent subsidized rate پر مہیا کی جائے گی جس سے یقینی طور پر پنجاب کا کسان خوشحالی کی طرف گامزن ہو گا۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں آبپاشی کے لئے 57۔ارب اور 70کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور خادم پنجاب کسان package کے لئے 15۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ کسان کی تمام ضروریات پوری کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اسی طرح لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے 24۔ارب اور 50کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! اب میں چند باتیں اپنے حلقہ پی پی۔130 کے حوالے سے عرض کروں گا۔ ڈسکہ ایک انڈسٹریل سٹی ہے۔ وہاں پر زرعی آلات، الیکٹریکل اشیاء، آٹو پارٹس اور سرجیکل کی صنعتیں قائم ہیں۔ ڈسکہ شہر میں عوام کے لئے ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کی اشد ضرورت ہے تاکہ ہم وہاں پر skilled انجینئرز پیدا کر سکیں اور بیروزگاری کے مسئلے پر کنٹرول کیا جا سکے۔ میری گزارش ہے کہ ڈسکہ میں ایک کمرشل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ اور ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قائم کیا جائے۔

جناب سپیکر! ڈسکہ میں اس وقت جنرل بس سٹینڈ شہر کے وسط میں واقع ہے جس کی وجہ سے ٹریفک کے بہت زیادہ مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ جنرل بس سٹینڈ ڈسکہ کو شہر سے باہر shift کیا جائے۔ اسی طرح ڈسکہ میں سول ہسپتال کو خواجہ صفدر میڈیکل کالج کے ساتھ منسلک کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف محمود باجوہ صاحب! آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ آپ اپنی بقیہ تجاویز لکھ کر محترمہ وزیر خزانہ کو دے دیں۔ اب چودھری محمد اقبال بات کریں گے۔ جی، چودھری محمد اقبال!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے معروضات پیش کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے محترمہ وزیر خزانہ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے بڑی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ سیٹیوں کی آوازوں اور حزب اختلاف کے غُل غپاڑے میں انہوں نے عورت زاد ہونے کے ناتے جس

طرح سے بجٹ پڑھا ہے تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی اس لئے میں اُن کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہ بجٹ اس اُمید اور اس اعتماد کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ انشاء اللہ آئندہ بھی ہماری حکومت ہی پیش کرے گی اور حزب اختلاف کی غلط فہمی، غلط فہمی ہی رہ جائے گی۔

جناب سپیکر! یہ ایک متوازن بجٹ ہے اور اپنے حجم کے اعتبار سے 1970.70۔ارب روپے کا یہ بجٹ پنجاب کی تاریخ میں اب تک کا سب سے بڑا بجٹ ہے۔ اس بجٹ کا ایک منفرد پہلو یہ بھی ہے کہ 635۔ارب روپے کا ترقیاتی پروگرام دوسری تمام صوبائی حکومتوں کے مقابلے میں سب سے بڑا ترقیاتی پروگرام ہے۔

جناب سپیکر! یہ ٹیکس فری بجٹ ہے اور اس میں دلچسپی کا پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا بلکہ پہلے ٹیکس کو بھی کم کیا گیا ہے۔ ایک نہایت خوش آئند بات یہ ہے کہ نئے مالی سال کے دوران صحت عامہ، تعلیم، زراعت، امن عامہ، انصاف اور خصوصاً مقامی حکومتوں کے لئے 1017۔ارب روپے کی جو رقم مختص کی گئی ہے یہ بہت بڑی گرانٹ ہے جو کہ بجٹ کا 59 فیصد بنتا ہے۔ ان ساری باتوں سے حکومت کی ترجیحات کا پتا چلتا ہے کہ گورنمنٹ ایک جامع معاشی حکمت عملی کے ساتھ کس طرح آگے کی طرف بڑھ رہی ہے۔ یہاں پر تعلیم کے بارے میں بڑی تنقید کی گئی کہ تعلیم کے اوپر حکومت کی کوئی خاص توجہ نہیں ہے۔ حزب اختلاف کے ابھی ایک فاضل ممبر نے "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" پر بڑی تنقید کی ہے میں اس کے بارے میں figures کے ساتھ یہ بات ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" میں حکومت پنجاب نے اور پنجاب کے dynamic قسم کے وزیر اعلیٰ نے کیا کام کیا ہے؟ 98 percent gross enrolment rate for primary schools یہ پاکستان کے سارے صوبوں کے مقابلے میں سر فہرست ہے اور میں یہ بات کوئی زبانی نہیں کر رہا میں اس کے ثبوت کے اوپر ورلڈ بنک کی رپورٹ کے figures بھی quote کروں گا۔ صوبہ پنجاب کا سب سے بڑا مسئلہ drop out rate کا تھا۔ سکولوں میں جو بچے جاتے تھے وہ سکول چھوڑ جاتے تھے تو "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" کی کوششوں کے اوپر اُس کو بھی 4 فیصد کم کیا گیا ہے۔ ورلڈ بنک کی حالیہ رپورٹ کے مطابق پاکستان ڈویلپمنٹ اپ ڈیٹ نے حکومت پنجاب کے تعلیم کے حوالے سے جو اقدامات ہیں اُن کے نتائج اس طرح سے بیان کئے ہیں کہ پنجاب کے 93 فیصد سکولوں میں بنیادی سہولتیں مہیا کر دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت 25 لاکھ سے زائد طلباء و طالبات کو علم کی روشنی سے ہمکنار کیا جا چکا ہے اور پبلک سکولز سپورٹ پروگرام کے ذریعے اب

تک 4275 سکولوں کو بہت ہی معروف قسم کے فلاحی اداروں کو دے دیا گیا ہے جس سے یہ رزلٹ نکلا ہے کہ سکولوں کی تعداد ڈُگنا ہو گئی ہے تو یہ وہ figures ہیں جو ورلڈ بنک نے حالیہ دنوں میں دیئے ہیں۔ پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ کے ذریعے 11۔ارب روپے ذہین طلباء کو میرٹ کی بنیاد پر وظائف دیئے گئے ہیں اور یہ اتنی اعلیٰ کاوش ہے کہ اس سے طلباء و طالبات کے اندر ایک تحریک پیدا ہوئی ہے کہ وہ مقابلے کے میدان میں آگے آئیں اور آگے بڑھ کر کام کریں۔ میری بھی زندگی اسی دشت میں گزری ہے تو میں نے آج تک کسی حکمران کو تعلیم میں اتنی دلچسپی لیتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف تعلیم میں دلچسپی لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ کو بھی پتا ہے کہ پولیس بڑا "ڈاڈھا" سا محکمہ ہے اور یہ اپنے افسروں کے علاوہ کسی اور کو کم ہی سلیوٹ کرتے ہیں تو جن طلباء کی بورڈ اور یونیورسٹی میں پوزیشنز آتی ہیں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اُن کو پنجاب پولیس سلیوٹ کرتی ہے۔یہاں پر دانش سکولوں کے اوپر بڑا تبصرہ کیا گیا تو میں یہاں پر ایک واقعہ quote کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے تین چار اور colleagues کے ساتھ دانش سکول کے ایک فنکشن میں گیا تو وہاں پر ایک یتیم بچی نے تقریر کی اور اُس بچی کی ماں تھی، نہ باپ تھا اور اُس بچی نے تقریر کر کے پورے ہال کو حیران کر دیا کہ اتنی لائق بچی ہے۔اُس بچی نے نہ صرف پاکستان کے اندر بلکہ پاکستان سے باہر بھی اپنی قابلیت کالوہا منوایا اور اُس یتیم بچی کو بہت سارے ایوارڈز ملے ہیں۔ حکومت کا کام یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ تعاون کرے جو پسے ہوئے ہیں اور جن کا کوئی والی وارث نہیں ہے۔ہائر ایجوکیشن میں بھی بڑا کام ہو رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ سکولوں میں بھی بڑا کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! زراعت پر بڑی تنقید کی گئی لیکن میں حیران ہوں کہ قائد جمہوریت میاں محمد نواز شریف نے 100۔ارب روپے کا package دیا وہ حزب اختلاف کو کہیں نظر نہیں آیا کیونکہ اُس کے بارے میں انہوں نے کوئی ایک لفظ نہیں کہا لیکن اُس package کے نتائج یہ نکلے ہیں کہ فصلوں کی پیداوار میں طے شدہ ٹارگٹ سے 2.5 فیصد اضافہ ہوا ہے اور اُس کے برعکس growth 4.12 فیصد رہی ہے۔اس سال گندم کی پیداوار 22.2 ملین ٹن ہوئی ہے جو کہ ریکارڈ پیداوار ہے تو حکومتی پالیسیوں کی وجہ سے یہ پیداوار بڑھی ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے ادوار کی وجہ سے GDP میں زراعت کا حصہ 0.2 فیصد کے اوپر آ گیا تھا تو ایک سال کی حکومت کی کاوشوں کی وجہ سے یہ 3.43 فیصد پر چلا گیا ہے۔اسی طرح 67۔ارب 26 کروڑ

روپے سے رورل روڈز پروگرام کے تحت 6698 کلو میٹر شاہرات بنی ہیں۔آپ بھی دیہات کے رہنے والے ہیں میں نے دیہات کے اندر ایسی اچھی اور معیاری سڑکیں بنتی نہیں دیکھیں۔ہماری حکومت کے اوپر الزام تھا کہ بڑی بڑی موٹرویز بنارہے ہیں اور بڑے بڑے کام کر رہے ہیں اور سڑکوں کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے تو یہ مسئلہ بھی ختم ہو گیا ہے لیکن حزب اختلاف کی زبان سے تعریف کا ایک لفظ تک نہیں نکلا۔تنقید کرنا اچھی بات ہے لیکن کبھی کبھی تعریف بھی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر!میں آخر میں ایک بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ یہاں پر تخت لاہور کی باتیں ہوتی ہیں کہ لاہور میں یہ ہو گیا،لاہور میں وہ ہو گیا اس میں پُل بن گئے اور سڑکیں بن گئیں لیکن لاہور سے باہر کچھ نہیں ہوا۔یہاں پر گوجرانوالہ سے توفیق بٹ اور باقی میرے محترم دوست بیٹھے ہوئے ہیں تو گوجرانوالہ کے اندر state of the art پُل بنایا ہے کبھی آپ جا کر دیکھیں تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ گوجرانوالہ شہر کے اندر جو سفر پونے گھنٹے میں ہوتا تھا وہ سفر 7 منٹ میں ہو جاتا ہے تو حکومت اس طرح کی جو facilitation کر رہی ہے اس پر حکومت کی کچھ تعریف بھی ہونی چاہئے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ڈاکٹر نوشین حامد!

ڈاکٹر نوشین حامد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!بہت شکریہ۔میں اپنی بات پنجاب کے تھوڑے سے ہیلتھ انڈیکیٹرز کے ذکر کے ساتھ شروع کروں گا اور میں نے یہ data پنجاب حکومت کی website سے ہی لیا ہے۔اس وقت پنجاب میں صورتحال یہ ہے کہ ایک لاکھ ماؤں کی live births کے اوپر death ہوتی ہے۔infant mortality rate, 77 per one thousand live births. ہے اور under 5 mortality rate 112 per one thousand live births. ہے۔ان انڈیکیٹرز میں پاکستان پوری دنیا میں lead کرتا ہے کہ ماؤں کا سب سے زیادہ death rate پاکستان میں ہے۔اس کے علاوہ گندا پانی پینے کی وجہ سے 40 ہزار بچوں کی موت واقع ہو جاتی ہے اس وقت 70 فیصد آبادی کو safe drinking water میسر نہیں ہے۔اس وقت پنجاب میں 70 لاکھ لوگ ہیپاٹائٹس کا شکار ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر پانچواں فرد اس مرض میں مبتلا ہے۔چار ملین بچے پنجاب میں malnourishment کا شکار ہیں،44 فیصد آبادی stunted ہے،60 فیصد house holds food insecurity face کر رہے ہیں اور 60 فیصد بچے اور عورتیں severely anemic ہیں۔

جناب سپیکر! ان سارے indicators کو نظر میں رکھتے ہوئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت کی ترجیحات جو ہم اس بجٹ میں دیکھ رہے ہیں کہ پھر میگا پراجیکٹس پر focus ہے۔ اورنج ٹرین کے پراجیکٹ کے حوالے سے میں ایک مثال دے کر بات آگے بڑھاؤں گی کہ یہ منصوبہ 200۔ارب روپے سے زیادہ عوام کو cost کر رہا ہے۔ ہم مغرب کی تقلید میں اس طرح کے پراجیکٹ کا اعلان کر دیتے ہیں اور ان کو بنانا بھی شروع کر دیتے ہیں مگر کیا ہماری عوام کے پاس مغرب کے لوگوں کی طرح وہ سہولیات موجود ہیں؟ کیا ان کے پاس وہ والی صحت، تعلیم اور سہولیات موجود ہیں جو مغرب کے لوگوں کے پاس ہیں؟ اگر ایسی ہیں تو پھر ہم ضرور حق بجانب ہیں کہ ہم اورنج ٹرین اور اس قسم کے دوسرے منصوبے بنائیں۔

جناب سپیکر! پنجاب میں 0.9 فیصد GDP ہیلتھ پر خرچ ہوتا ہے۔ اس میں صرف اور صرف کانگو اور بنگلہ دیش ہم سے نیچے ہے۔ اس وقت ضرورت اس چیز کی تھی کہ یہ جو 200۔ارب روپے ہم نے صرف ایک لاکھ لوگوں کو facilitate کرنے کے لئے خرچ کرنے کا منصوبہ بنایا ہے اس کی جگہ جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ یہ ہیں کہ اس 200۔ارب روپے میں کیا کیا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ ہر ضلع میں ٹراما سنٹر بن سکتا تھا جو آج وقت کی اشد ضرورت ہے۔ سڑکوں کے حادثات سے ہونے والی ہلاکتوں اور disabilities دہشتگردی کے مقابلے میں بہت زیادہ ہیں۔ ہمیں اس وقت ہر ڈویژن میں ایک کارڈیالوجی ہسپتال کی ضرورت ہے کیونکہ موجودہ کارڈیالوجی ہسپتالوں کی صورتحال آپ نے دیکھی ہے کہ ایک ایک بستر پر کئی کئی مریض ہوتے ہیں حتی کہ وہیل چیئر پر ہارٹ اٹیک کے مریضوں کو treatment دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! دہشتگردی کی وجہ سے اور دوسرے حادثات کی وجہ سے برن سنٹرز کی شدید کمی ہے۔ ہمارے ملک میں گورنمنٹ کے کینسر ہسپتال سرے سے موجود ہی نہیں ہیں۔ کراچی میں بننے والا شوکت خانم ہسپتال صرف 4.5۔ارب روپے کی مالیت سے state of the Art کینسر ہسپتال بن رہا ہے۔ اگر یہی رقم اورنج ٹرین کے بجائے کینسر ہسپتال بنانے پر لگاتے تو 50 کینسر ہسپتال پنجاب میں بن سکتے تھے۔

جناب سپیکر! صوبہ میں ڈائیلسز سنٹرز کی شدید کمی ہے۔ صاف پینے کے پانی اور سینی ٹیشن کی صورتحال یہ ہے اس کی وجہ سے ہماری صحت کے indicators روز بروز نیچے آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں میری ایک قرارداد Cervical Cancer کی vaccine کے لئے پاس ہوئی تھی۔ ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں دیہاتوں اور شہروں میں Cervical Cancer سے مر رہی ہیں۔ ان کے لئے علاج کی کوئی سہولت موجود نہیں ہے۔ اگر اس vaccine کو گورنمنٹ own کر لے اور اس کو EPI میں شامل کر لے تو یہ vaccine واحد vaccine ہے جو کہ کینسر کو prevent کر سکتی ہے۔ میری یہ قرارداد پاس ہو چکی ہے اور اس پر مزید کارروائی pipeline میں ہے اگر حکومت اس پر تھوڑا سا focus کرے اور اس vaccine کو own کر لے تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ ہم اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی misery کو بہت حد تک کم کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ environment اور energy پر صرف 1.3 فیصد ڈویلپمنٹ بجٹ رکھا گیا ہے اس میں بھی environment پر 0.22 فیصد بجٹ رکھا گیا ہے۔ یہ ماحولیاتی تبدیلی اور توانائی کا بحران دو اہم مسائل ہیں جو ملکی اور معاشی ترقی کی راہ میں حائل ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں اس پر زیادہ بجٹ رکھنا چاہئے کہ ہماری پبلک ہیلتھ اس وجہ سے بہت متاثر ہو رہی ہے۔ یہ SDGs کا ایک اہم حصہ ہے اور SDGs کو آپ کی گورنمنٹ نے as national goals own کیا ہے تو پھر اس کو اس بجٹ میں reflect بھی ہونا چاہئے تھا اور اس کے لئے زیادہ بجٹ ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر! میں آپ کو مثال دوں گی کہ environment کے لئے جس طرح خیبر پختونخوا گورنمنٹ نے Billion Trees Tsunami کا ایک منصوبہ متعارف کرایا اور ایک ارب پودے لگائے گئے جس سے آپ دیکھیں گے کہ ہماری آنے والی نسلوں کو جو ماحول ملے گا اور جو ماحولیاتی تبدیلی آئے گی اس سے آنے والی نسلیں فائدہ اٹھائیں گی۔ اگر اس بجٹ میں تھوڑا سا فنڈ اس مقصد کے لئے بھی رکھا جاتا تو بہت بہتر تھا۔

جناب سپیکر! یوتھ ڈویلپمنٹ انڈکس کو اگر دیکھا جائے تو اس وقت ہم دنیا میں 184 ممالک میں سے 153 ویں نمبر پر ہے۔ ہم شام اور عراق سے بھی نیچے ہیں جو war-torn ممالک ہیں۔ اگر لیپ ٹاپ سکیم نے یوتھ ڈویلپمنٹ انڈکس کو بہتر کیا ہوتا اور ہمیں اس کے اندر reflection نظر آتا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں اپنی یوتھ کو اتنا empower کرنا ہے کہ وہ اپنے آپ کو خود اس قابل بنائیں، ہم ان کو ایسی تعلیم اور ایسی skills دیں کہ وہ خود لیپ ٹاپ کو خریدنے کے قابل ہوں تاکہ جو لیپ ٹاپ انہیں دیئے جا رہے ہیں وہ ان کو بیچنے کے لئے مجبور نہ ہوں۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ اس وقت جو تھوڑا بہت بجٹ صحت اور تعلیم کے لئے رکھا گیا ہے اگر آپ اس کا analysis کریں تو اس میں سے majority percentage unspent ہے۔ میری درخواست یہ ہے کہ جب آپ بجٹ رکھتے ہیں تو کم از کم اس کو spend کرنے کے لئے کوئی سسٹم یا میکنزم بھی ضرور اپنائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! بہت شکریہ۔ جناب شہزاد منشی!

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! یسوع المسیح کے قادر نام سے جو کائنات اور کائنات کے ذرے ذرے کا خالق و مالک اور عدل و انصاف کا منبع ہے۔

جناب سپیکر! بجٹ 2017-18 جس کا حجم 1970۔ارب اور 70 کروڑ ہے۔ میں یہ بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی پوری ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ وزیر خزانہ نے اتنا بڑا اور اس tenure کا آخری بجٹ اس ایوان میں پیش کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ نے روزے کی حالت میں بڑی جرأت اور دلیرانہ انداز سے بجٹ پیش کیا باوجود اس کے کہ ہمارے اپوزیشن کے ممبران نے نہ صرف روزوں کا احترام کیا اور نہ ہی ایک خاتون کا احترام کیا جو روزے کی حالت میں بجٹ پیش کر رہی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں نے روزوں کی بے حرمتی کی، یہاں سیٹیاں بجائیں اور اس مقدس ایوان کے تقدس کو بھی پامال کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا بجٹ ہے جس میں تمام شعبہ جات جس میں تعلیم، صحت، زراعت، انرجی حتیٰ کہ تمام شعبہ جات کے لئے مناسب رقم مختص کی گئی ہے تاکہ پنجاب کی ترقی و خوشحالی آگے بڑھتی چلی جائے۔

جناب سپیکر! پنجاب جس میں، میں سمجھتا ہوں کہ لاہور ایک ایسا شہر ہے جس نے پورے پاکستان کے عوام کو اپنے دل میں سمویا ہوا ہے۔ پاکستان بھر سے لوگ یہاں پر روزگار، ترقی اور خوشحالی کے لئے آتے ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کا سب سے بڑا ایوان پنجاب اسمبلی بھی لاہور میں ہے اس لئے لاہور کی ترقی و خوشحالی نہ صرف لاہوریوں کے لئے ہے بلکہ پورے پاکستان کے لئے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف کا وژن پورے پاکستان کے لوگوں کو ترقی کی طرف گامزن کرنے کے لئے ایک اہم قدم ہے۔ ہمارے اپوزیشن کے لوگوں کو ہمارے قائد کی قائدانہ صلاحیتیں نہ بھاتی ہیں اور نہ ہی ان کے ترقیاتی پروگرام ان کو بھاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو شرم آنی چاہئے کہ ایک بندہ دن رات محنت کر کے اس صوبے کو ترقی کی طرف گامزن کر رہا ہے اور یہ اس طرح کی حرکتیں کرتے رہے

ہیں کہ ایوان میں سیٹیاں بجاتے رہے ہیں۔ بجٹ تقریر کی کتاب پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی لکھا ہوتا ہے انہوں نے اسے پھاڑ پھاڑ کر یہاں پھینکا اس پر بھی ان لوگوں کو شرم آنی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ اچھا اور متوازن بجٹ ہے جو صوبہ پنجاب کی ترقی اور خوشحالی کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ میں یہاں پر یہ بھی بیان کرنا چاہوں گا کہ ان چار سالوں میں جو پیچھے چار سال گزرے ہیں اس میں minorities کے لئے بھی بجٹ رکھا جاتا رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سے minorities کے ترقیاتی اور infrastructure کے لحاظ سے جو معاملات ہیں وہ بھی ترقی کی طرف گامزن ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر آپ کے توسط سے یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ جو ممبران minority seats پر منتخب ہو کر آتے ہیں ADP میں ان کی سکیمیں بھی جو minorities کے علاقوں کے infrastructure کے لئے ہوتی ہیں وہ رکھی جانی چاہئیں جو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے نہیں رکھی گئیں۔ میں نے اور وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور جناب خلیل طاہر سندھو نے بھی اس مرتبہ ADP کے لئے سکیمیں دیں جن کے متعلق کہا گیا کہ یہ سکیمیں minorities کے لئے رکھی جائیں گی لیکن نہیں رکھی گئیں۔ میں آپ کے توسط سے یہ التجا کروں گا کہ ان سکیموں کو اقلیتوں کی ترقی اور خوشحالی کے لئے ADP میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بیان کرنا چاہوں گا کہ محترمہ نے جو بجٹ پڑھا اس میں بتایا کہ پچھلے چار سالوں میں 3۔ارب اور 42 کروڑ روپیہ minorities کے لئے رکھا گیا۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ رکھا گیا لیکن چند وجوہات کی وجہ سے شاید محکمہ finance یا انتظامیہ کی وجہ سے 3۔ارب 42 کروڑ روپیہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کو منتقل نہیں ہوا بلکہ ایک ارب اور 71 کروڑ روپے منتقل ہوئے بلکہ اس کا بھی اعادہ ہوا اور جو ایک ارب اور 71 کروڑ روپے minority department کو دیا گیا اس میں سے بھی ایک ارب اور 23 کروڑ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آج آپ سے یہ بھی ملتمس ہوں کہ یہ جو فنڈز lapse ہوا ہے اس کا وعدہ کیا گیا ہے میں محترمہ وزیر خزانہ، وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور وزیر اعلیٰ سے بھی ملتمس ہوں کہ جو رقم minority کے لئے رکھی گئی تھی وہ دے دی جائے تاکہ پنجاب میں minorities کے علاقوں میں جہاں ترقیاتی منصوبوں پر کام ہو رہا ہے اس پر لگائی جا سکے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس مرتبہ جو بجٹ ایک ارب اور 16 کروڑ روپے رکھا گیا ہے لیکن allocation کے لئے وہ رقم 85 کروڑ روپے ہے۔ پنجاب میں جتنے بھی بجٹ پڑھے گئے ان میں جو بجٹ دیا گیا وہ پورا نہیں ملا لیکن اس مرتبہ ہمارے minority پارلیمنٹیرین اور دیگر پارلیمنٹیرین کی بھی متفقہ رائے اور درخواست ہے کہ اس بجٹ کو بڑھا کر 2۔ارب کیا جائے تاکہ ہمارے جو اقلیتی منتخب minority کے ممبران ہیں وہ پورے پنجاب میں اس فنڈز پر عملدرآمد کریں۔ وہ بجٹ ایک ارب 16 کروڑ روپے کی بجائے 2۔ارب روپے کر دیا جائے تاکہ اس سال ہمارے لوگوں کی محرومیاں خوشحالیوں میں تبدیل ہو جائیں۔ میں نے ایک بات کرنی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ شاہین اشفاق! منشی صاحب اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! بس ایک چھوٹی سی بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جلدی اپنی تقریر wind up کریں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب جو اہل ایمان اور اہل کتاب لوگ جب اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں تو ان کو دفنانے کے لئے جگہ درکار ہوتی ہے۔ ہمارے جو مسیحی قبرستان ہیں وہاں پر چند قبضہ مافیا لوگ قبضہ کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ 14-2013 میں قبرستانوں کی چار دیواری اور تحفظ دینے کے لئے فنڈز مختص کئے گئے تھے۔

جناب سپیکر! میری پچھلے سال بھی یہ تجویز تھی اور آج بھی یہی تجویز ہے کہ جو ہمارے مسیحی قبرستان، شمشان گھاٹ یا دیگر ایسی جگہیں ہیں جہاں پر مردوں کو دفنایا جاتا ہے اس کے لئے ایک مخصوص فنڈ رکھ دیا جائے تاکہ اس کی چار دیواری ہو جائے اور قبضہ مافیا سے اسے بچایا جا سکے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ شاہین اشفاق!

محترمہ شاہین اشفاق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے 18-2017 کے بجٹ پر اس معزز ایوان کے سامنے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی انقلابی قیادت میں محترمہ وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم کو اس قدر متوازن، عوام دوست اور تاریخ ساز بجٹ پیش کیا ہے۔ جس کی مثال نہیں ملتی لہٰذا میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا، ان کی ٹیم اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اگر اس بجٹ کو دیکھا جائے تو اس میں تمام طبقات کی خدمت کے لئے پروگرام رکھے گئے ہیں اگر میں ان کی تفصیل میں جاؤں گی تو بات لمبی

ہو جائے گی تو میں مختصراً یہ کہوں گی کہ اس بجٹ میں ایجوکیشن، ہیلتھ، صاف پانی پروگرام، زراعت، امن عامہ، انصاف، بے روزگاری کے خاتمہ، عوام کو بہترین سفری سہولیات کی فراہمی کے لئے اورنج لائن ٹرین، میٹروبس اور سپیڈوبس جیسے منصوبے متعارف کروائے ہیں۔ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں توانائی بحران پر قابو پانے کے لئے بھکھی پاور پلانٹ، ساہیوال کول پاور پلانٹ، میر علی بہادر شاہ پلانٹ، بلوکی ہیڈ پاور پلانٹ جیسے منصوبے ہمارے پنجاب میں میاں محمد شہباز شریف سپیڈ کو show کر رہے ہیں۔ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے کارنامے اس وقت تاریخ میں سنہرے حروف میں لکھے جا رہے ہیں لہٰذا ان کی خدمات سے کوئی بھی منکر نہیں ہو سکتا۔ اپوزیشن بے شک میں ناموں کی پالیسی پر رہے لیکن ہمارے وطن کی مٹی گواہ ہے جس کو ہم عظیم بنا رہے ہیں اور عظیم سے عظیم تر بنا کر ہی دم لیں گے۔ ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف پر بھرپور اعتماد کرتے ہوئے آئندہ پانچ سال کے لئے بھی انہی کو ووٹ دیں گے کیونکہ ان کی خدمات ان کے جذبات ہمارے سامنے موجود ہیں کہ انہوں نے پنجاب اور پاکستان کی ترقی کے لئے کس قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

جناب سپیکر! میرا تعلق گوجرانوالہ سے ہے میں گزارش کروں گی کہ جس طرح وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے گوجرانوالہ کو فلائی اوور کا میگا پراجیکٹ دے کر ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے اور ذرائع آمدورفت میں بہت آسانی پیدا کی ہے لہٰذا میری خواہش ہو گی کہ اس فلائی اوور کا نام بھی میاں محمد شہباز شریف کے نام سے منسوب ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ میں خاتون ہونے کے ناتے یہ بھی کہوں گی کہ گوجرانوالہ پنجاب کا ایسا واحد ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے جس میں ابھی تک کوئی بھی یونیورسٹی موجود نہیں ہے تو میری خواہش ہے کہ وہاں پر وومن یونیورسٹی کا قیام کیا جائے۔ گوجرانوالہ کا واحد میٹرنٹی ہسپتال جو ابھی تک آؤٹ ڈور کی سہولیات فراہم کر رہا ہے لیکن وہ ان ڈور کی سہولیات سے محروم ہے اس کے لئے بھی فنڈ مختص کیا جائے۔ گوجرانوالہ میں اس کے علاوہ اولڈ ایج ہوم، برن سنٹر بنائے جائیں اور 45 لاکھ کی آبادی کی تفریح کے لئے کے لئے کوئی بھی تفریحی مقام نہیں ہے لہٰذا وہاں پر ایک zoo بھی بنایا جائے۔ اس کے علاوہ گوجرانوالہ کا جو ڈی ایچ کیو ہسپتال ہے وہ اکیلا 45 لاکھ کی آبادی کو سہولیات فراہم نہیں کر سکتا لہٰذا میری یہ بھی استدعا ہے کہ وہاں ایک نیا ہسپتال تعمیر کیا جائے ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر کا اختتام کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! آج ایک بار پھر میں وزیر اعلیٰ پنجاب [****] کو 18-2017 کی شو بازی پر مشتمل بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اس طرح نہ کریں یہ آپ کے الفاظ ٹھیک نہیں۔ .No,No

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! یہ بات میں اس لئے کر رہی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اگر آپ نے اس طرح بات کرنی ہے تو پھر میں آپ کو floor نہیں دوں گا۔ نہیں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں یہ بات کیوں کر رہی ہوں اس لئے کر رہی ہوں۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! نہیں۔ آپ یہاں پر کسی کی ذات کے بارے میں بات نہ کریں۔ بہت شکریہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! یہ بات میں اس لئے کر رہی ہوں کیونکہ انہوں نے خود کہا تھا اگر میں چھ ماہ میں لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ نہ کر دوں تو میرا نام بدل دیں۔ میری اس طرح بات کرنے کا یہ logic ہے۔ جب بجٹ allocation ہوتی ہے اور بجٹ utilize نہیں کیا جاتا اس کی یہ وجہ ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے پہلے الفاظ کو کارروائی سے حذف کر چکا ہوں۔ محترمہ! آپ اپنا روّیہ ٹھیک کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"چرسی چرسی" کی نعرے بازی کی گئی)

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے خود یہ موقع ہم کو دیا ہے، انہوں نے عوام کو اپنی زبان سے ایسے الفاظ ادا کرنے کا حق دیا ہے کہ اگر میں یہ نہ کر دوں اور وہ نہ کر دوں تو میرا نام بدل دیا جائے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آپ ان کو بات کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف صاحب! محترمہ اپنی بات ٹھیک طریقے سے کریں گی تو میں ان کو بات کرنے دوں گا۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! اس کے پیچھے ایک logic ہے اس لئے میں logic سے بات کر رہی ہوں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! شہزاد صاحب نے اپنی تقریر میں بار بار شرم کریں، شرم کریں کے الفاظ بولے ان کو کیوں نہیں روکا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: آصف صاحب! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ شہزاد صاحب نے کوئی غلط لفظ استعمال نہیں کیا لہٰذا آپ ذاتیات پر بات نہ کریں بلکہ بجٹ پر بات کریں۔ (شور وغل)

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! آپ ایوان کو in order کریں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اگر آپ کسی کی ذات کے بارے میں بات کریں گی تو آپ کو کوئی نہیں بولنے دے گا۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! یہ اختیار وزیر اعلیٰ نے خود عوام کو دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اگر آپ نے بجٹ پر بات کرنی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ آپ کی مرضی ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! اگر میں نے یہ نہ کیا تو میرا نام بدل دو تو یہ حق انہوں نے خود ہم کو دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ایک منٹ میری بات سن لیں۔ اگر اب آپ نے کسی کی ذات کے بارے میں بات کی تو میں آپ کا مائیک بند کر دوں گا۔ نہیں۔ آپ بجٹ پر بات کریں۔ آصف صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ جی، محترمہ! آپ بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں بہت humble سی یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ جب ایک صوبے کا۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اب بجٹ پر بات کیجئے گا اور آپ کسی کی ذات کے بارے میں بات نہ کیجئے گا۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں بجٹ پر بحث کرنے کے لئے ہی بات کر رہی ہوں اور یہ بجٹ کے سلسلے میں ہی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کسی کی ذات کے بارے میں بات نہ کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! ایک وزیر اعلیٰ جب خود اپنی عوام سے مخاطب ہو کر عوام کو یہ اختیار دیتا ہے کہ اگر میں آپ کے لئے یہ کام نہ کر دوں تو میرا نام بدل دینا تو۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! نہیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! اس میں میرا کیا قصور ہے؟ یہ بات انہوں نے خود کہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! بجٹ پر بات کرتے ہوئے ہمیشہ ایک چیز کے بارے میں سوچتے ہیں کہ priorities کے لئے انہوں نے کون سا لائحہ عمل بنایا ہے کیا policies یا کیا کوئی mechanism ہے آج تک ہم ہمیشہ یہ بات سوچتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: .No cross talk

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! ہم ہمیشہ on the floor of the House اپنی valid تجاویز دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان تجاویز کو بجٹ کا حصہ نہیں بنایا جاتا۔ اگر بجٹ allocation کی بات کی جائے تو آج ہم بہت سی figures دیکھ رہے ہیں کہ فلاں محکمے اور فلاں کام کے لئے اتنا بجٹ رکھ دیا گیا ہے۔ کیا یہ بتانا پسند کریں گے کہ جب بجٹ allocation ہوتی ہے تو اس کی utilization اور اس کی over sitting کس کا فرض ہے؟ ہسپتالوں کی emergencies کی تعمیرات کے لئے رکھے گئے فنڈز جب آپ اپنے من پسند منصوبوں پر لگائیں گے تو کیا آپ اپنے فرائض کی ادائیگی کرنے میں کامیاب ہو رہے ہیں؟ ہم شعبہ تعلیم کی بات کرتے ہیں۔ جس شہر کو ہم مثالی شہر کہتے ہیں اور صرف تختِ لاہور کی بات کریں تو یہاں پر ابھی تک بہت سے سکول ایسے ہیں جن کی اخبارات میں تفصیل درج ہے اور survey reports آ چکی ہیں کہ ان سکولوں میں missing facilities دُور نہیں کی جا سکیں۔

جناب سپیکر! اگر ہم ایجوکیشن کے بجٹ کی بات کریں، ہر سال یہ کوشش کریں اور یہ سنیں کہ ہم اس دفعہ بجٹ بڑھا دیں گے کیونکہ ہمارا پہلا مقصد عوام کو تعلیمی سہولیات فراہم کرنا ہے۔ ہم 2017-18 میں دیکھتے ہیں تو بجائے بجٹ بڑھانے کے اگر بجٹ کو کم کر دیں تو یہ کون سے فرائض کی ادائیگی کر رہے ہیں؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ گڈ گورننس کے اوپر ایک سوالیہ نشان ہے۔ اگر ہم صحت کی سہولتوں پر بات کریں تو کیا ساہیوال شہر میں نئی عمارتیں تعمیر کر دینے سے فرض کی ادائیگی ہو گئی، بالکل

بھی نہیں؟ وہاں کے ہسپتال میں مشینری نہیں ہے، آلات بھی ناکارہ ہو چکے ہیں اور وہاں پر ڈاکٹرز available نہیں ہیں۔ وہاں میڈیکل کالج بنایا گیا جس کا تماشا بنا ہوا ہے کہ وہاں پر پروفیسر جانے کو تیار ہی نہیں ہے۔ صرف گڈ گورننس کے دعوے کرنے اور آنکھیں چرانے سے میں سمجھتی ہوں کہ ہم اپنے فرائض کی ادائیگی نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر! اگر ہم دیکھیں تو پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے لیکن یہاں پر آئے دن ایک تماشا لگ رہا ہے کیونکہ ہم دوستیاں نبھانے کے لئے انڈیا سے پیاز اور آلو منگواتے ہیں۔ کیا یہ فرض کی ادائیگی ہے، کیا یہ گڈ گورننس ہے، کیا اس لئے ہمیں وزیر اعلیٰ شہباز شریف کو مبارکباد دینی چاہئے اور یہ کیوں کیا جا رہا ہے؟ ہم سن رہے ہیں کہ ہم نے کسانوں کو package دے دیئے ہیں جبکہ میں آپ کو ہمارے ہمسایہ ملک کی مثال دیتی ہوں کہ ان کا صوبہ پنجاب خود ٹیوب ویل کے بل برداشت کرتا ہے لیکن ہم اپنے کسانوں کو کیا سہولت دے رہے ہیں؟ اسی طرح اگر میں لاء اینڈ آرڈر، رویّوں اور نیتوں کی تبدیلی کی بات کروں تو کیا اپنے قریبی لوگوں کو وردیوں کے ٹھیکے دینے اور پولیس کی وردیاں تبدیل کر دینے سے ہم پولیس کے رویّے تبدیل کر دیں گے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ یہ گڈ گورننس کے اوپر ایک سوالیہ نشان ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! Wind up کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میرا شہر ساہیوال ہے اور میں نے ابھی ساہیوال میڈیکل کالج کی بات بھی کی ہے۔ وہاں پر کول پاور پراجیکٹ لگایا گیا ہے جس کے افتتاح پر تین دفعہ کروڑوں روپے خرچ ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک وہ بجلی کہاں جا رہی ہے، کیا اُس کی پیداوار شروع ہو گئی ہے اور کیا عوام کو اس کے ثمرات مل رہے ہیں مگر کسی کو کچھ پتا نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! ساہیوال میں 2005 سے زرعی یونیورسٹی کے لئے زمین allocate ہو چکی ہے لیکن ابھی تک وہاں پر زرعی یونیورسٹی بنانے کا کوئی منصوبہ اس بجٹ کے اندر مجھے نظر نہیں آیا۔ اسی طرح میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گی کہ ساہیوال شہر میں پولی ٹیکنیکل کالج ہے اُس کو انجینئرنگ یونیورسٹی بنایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ خواتین کے حوالے سے بات کروں گی کہ وہاں پر ہوم اکنامکس کالج کی اشد ضرورت ہے کیونکہ وہ ڈویژن ہے اس لئے ڈویژن کی سطح پر ضرور ہوم اکنامکس کالج ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ نگہت شیخ!

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ سب سے پہلے میں حکومتِ پنجاب اور محترمہ وزیر خزانہ کو ایک ہزار970۔ارب70کروڑ روپے کا تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ پیش کرنے پر خراج تحسین پیش کروں گی اور ساتھ ہی ساتھ 635۔ارب روپے کا جو ڈویلپمنٹ فنڈز رکھا گیا ہے اُس کے لئے بھی خراج تحسین پیش کروں گی۔ تعلیم، صحت، واٹر سپلائی، sanitation اور وومن ڈویلپمنٹ کے لئے جو 201۔ارب 63کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں یہ بھی ایک تاریخی قدم ہے۔ میں اپنی بات کا آغاز تعلیمی شعبے سے کروں گی کہ تعلیم کے لئے 345۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ رواں مالی سال سے 33۔ارب روپے زیادہ ہیں اور یقیناً یہ قابل ستائش عمل ہے لیکن اگر ہم quality of education کی بات کریں تو یہ بات روزِروشن کی طرح واضح ہے کہ تعلیم کا معیار دن بدن گرتا جا رہا ہے، quality of education نہیں ہے اور اس کی مثال اگر ہم دیکھیں تو فیڈرل پبلک سروس کمیشن کا result اس سال صرف2فیصد رہا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ تعلیمی منصوبوں پر جو رقم خرچ کی جا رہی ہے اس کی صحیح utilization پر توجہ دی جائے۔ اس کے ساتھ میں drop out بچوں کی بات بھی کروں گی کہ حکومتِ پنجاب کی کوششوں سے اس میں4فیصد کمی ہوئی ہے جو یقیناً ایک بہتر قدم اور کاوش ہے جس کا result سامنے آیا ہے لیکن ایسے بچے جو غربت و معاشرتی کمزوریوں کی وجہ سے احساسِ کمتری میں مبتلا ہیں، بے روزگاری اور اپنی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے کے لئے بہت چھوٹی عمر میں روزگار کی تلاش میں بے رحم معاشرے کے رحم وکرم پر ہوتے ہیں اُن پر خصوصی توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! اب میں کسان package کی بات کروں گی جس حوالے سے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کسان دوست ہونے کا ثبوت ہیں۔ یقیناً یہ ایک بہت اچھا اور عمدہ package ہے لیکن حکومتی پالیسی یہ ہے کہ بھارت سے سبزیاں اور پھل خریدے جائیں جس سے ہمارے کسان کا استحصال ہو رہا ہے۔ آج ہمارا کسان ٹماٹر8سے10روپے کلو میں فروخت کر رہا ہے جبکہ یہی ٹماٹر بھارت سے150روپے کلو میں درآمد کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے کسانوں کے ساتھ بڑا ظلم اور ناانصافی کی جاتی ہے۔ اسی طرح فلپائن سے کیلا منگوایا جا رہا ہے، نیوزی لینڈ سے سیب منگوایا جا رہا ہے اور رمضان بازاروں میں اس پر سبسڈی دی جا رہی ہے لیکن یہ کس طبقے کو نوازا جا رہا ہے؟ جو پیسا ہم درآمدات پر خرچ کر رہے ہیں لیکن اگر اسی زرمبادلہ سے ہم اپنے کسان کو facilitate کریں اور اپنے

پھلوں کی product میں اضافہ کریں تو نہ صرف ہم زر مبادلہ کو بچا سکتے ہیں بلکہ ہم ان پھلوں اور سبزیوں کو درآمد کر کے زر مبادلہ کما بھی سکتے ہیں لہٰذا میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں اس پر خصوصی توجہ دینی چاہیئے اور درآمدات کو کم کر کے اپنے کسانوں کو relief دینا چاہیئے۔

جناب سپیکر! Construction services پر جو 16 فیصد GST تھا اس بجٹ میں اُس کو کم کر کے 5 فیصد کر دیا گیا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ گزشتہ سال جب یہ ٹیکس لگایا گیا تھا تو تمام ٹھیکیداروں نے strike کی جس کے بعد حکومت کو اس میں کمی کرنا پڑی۔ اگر ہم ground realities کو دیکھیں تو 5 فیصد سیلز ٹیکس، انکم ٹیکس اور 20 فیصد جو محکمانہ کمیشن بنتی ہے اس سے رقم کی ایک کثیر رقم اس چیز میں نکل جاتی ہے جس سے میں سمجھتی ہوں کہ quality of work کم ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب پیسا کم ہو کر اس مد میں نکل جائے گا تو کام کا معیار گرے گا اور دوسری طرف تخمینہ لاگت بھی بڑھ جائے گا لہٰذا اس حوالے سے میری گزارش یہ ہو گی کہ اس محکمانہ کرپشن کو روکا جائے اور جو پیسا کرپشن کی نذر ہو رہا ہے اس کو صحیح طور پر استعمال کیا جائے۔ اس کے بعد 25۔ارب کے investment bonds کا اجراء کیا گیا ہے لیکن اس میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے کہ اداروں اور عوام سے جو رقم لی جائے گی وہ کتنے percent پر لی جائے گی کیونکہ عام حالات میں سٹیٹ بنک کا lending rate یا discount rate بہت کم ہے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ اگر عوام سے رقم لے کر اُن کو بہت زیادہ منافع دیا جائے گا تو یہ بھی ہماری معیشت کے لئے درست نہیں ہو گا۔ اس حوالے سے میری تجویز یہ ہے کہ ہمیں اخراجات کو کنٹرول کرنا چاہیئے تاکہ borrowing economy سے بچا جا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں آخر میں ایک اہم issue پر بات کروں گی کہ یہاں sale and purchase کی E-marketing ہوتی ہے جیسے OLX اور Pakistan wheels وغیرہ کی جو online shopping ہے ان کا محاسبہ کیوں نہیں کیا جاتا؟ یہ لوگ اربوں روپے کا business کر رہے ہیں لہٰذا ان کو ٹیکس نیٹ میں لانا چاہیئے۔ موبائل پر grocery, jewelry اور ہر چیز available ہے۔ یہ ایک طرف اربوں روپے کا منافع کما رہے ہیں تو دوسری جانب رجسٹرڈ taxpayer اس کا شکار ہو رہا ہے لہٰذا میری تجویز ہو گی کہ ان کو بھی ٹیکس نیٹ میں لانا چاہیئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب احمد خان بلوچ صاحب کی باری ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! مجھے آخری ایک بات کرنے دیجئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، احمد خان بلوچ صاحب موجود نہیں ہیں۔ رانا لیاقت علی!

رانا لیاقت علی: جناب سپیکر! شکریہ۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق محترمہ وزیر خزانہ نے ہر شعبہ زندگی اور ہر سیکٹر کو مدنظر رکھتے ہوئے جس خوبصورتی کے ساتھ یہ بجٹ پیش کیا ہے اس پر میں انہیں مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! دوسری طرف اپوزیشن کے معزز ممبران نے اس دوران جو roleادا کیا وہ قابل مذمت ہے۔ اس معزز ایوان میں دس کروڑ عوام ہمیں انسانی خدمت، انصاف، قومی ترقی اور قانون کی بالادستی کے لئے کردار ادا کرنے کے لئے یہاں بھیجتے ہیں۔ جب جمہوریت پروان چڑھ رہی تھی کیونکہ اس جمہوریت کی بہت لمبی داستان ہے۔ جب اس جمہوریت کے لئے پاکستان کے سیاست دان قربانیاں دے رہے تھے، جیلیں کاٹ رہے تھے، پھانسیاں لگ رہے تھے، جلاوطنی کاٹ رہے تھے اور طرح طرح کی تکالیف سے گزر رہے تھے جو یہاں پر سیٹیاں بجاتے ہیں، ان کا لیڈر یورپ کی رنگینیوں میں مزے لوٹ رہا تھا۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
جناب قائم مقام سپیکر کو "دیکھیں" کی آوازیں)

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! بجٹ پر بات کریں۔

رانا لیاقت علی: جناب سپیکر! یہودیوں کی آغوش میں بیٹھا ہوا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! ایسے نہ کریں بلکہ بجٹ کے اوپر بات کریں۔

رانا لیاقت علی: جناب سپیکر! اس قومی ترقی میں جو بھی دیوار آئے گی، جو دھرنا آئے گا اور جو سیٹی آئے گی ہم اسے انشاء اللہ پاش پاش کر دیں گے۔ ہم نے عہد کرنا ہے کہ ہم نے اس جمہوریت کی خوبصورتی کو اور نکھارنا ہے۔ ہمیں اس سسٹم کو آگے لے کر چلنا ہے۔ میرے حلقے میں اربوں روپے کے فنڈز سے کالج، ہسپتال، roads, sports stadiums اور خصوصاً خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو ان کی جرأت اور عظمت کو سلام کہ جب زیرو پوائنٹ، ایل او سی پر انڈیا کی طرف سے شیلنگ ہو رہی تھی تو وہاں پر تشریف لے گئے اور 70 سال کی پاکستانی تاریخ میں شہید ہونے والے بچوں اور بوڑھوں کے خاندانوں کے لئے compensation حتیٰ کہ ان

کے مال مویشی کے لئے compensation دی جس پر میں خادم اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب، خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق ان کی ٹیم نے شب و روز محنت کر کے یہاں پر سی پیک، تعلیم، ہیلتھ، میٹرو بس، اورنج ریلوے اور کسان کی خوشحالی کے لئے جو package دیئے ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں آج 19200 میگاواٹ بجلی generate کی جا رہی ہے جس کے لئے میں وزیر پانی و بجلی خواجہ محمد آصف کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ وقت دور نہیں کہ جب لوڈ شیڈنگ کو ہم ہمیشہ کے لئے دفن کر دیں گے اور اس ملک میں بے روزگاری کا خاتمہ ہو گا۔ ہم عزت و احترام اور خودداری سے اس ملک میں اپنی زندگی بسر کریں گے اور یہ میرا سبز ہلالی پرچم عظمت سے، خودداری اور فخر سے جھوم رہا ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اوورسیز کے حوالے سے ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ OPC قائم کرنے پر اوورسیز پاکستانی خادم پنجاب کے مشکور و ممنون ہیں کہ اوورسیز پاکستان کمیشن کا قیام کر کے انہوں نے ہمارے دکھوں کا مداوا کیا اور انہیں ایسا پلیٹ فارم دیا جس کے fast track پر ہمارے مسائل سنے جاتے ہیں۔ میری اس سے آگے یہ گزارش ہے کہ اوورسیز پاکستانیوں کے لئے جو کہ پاکستان کی ایسی فوج ہے جو اپنا خون پسینہ دے کر پاکستان کے لئے دیار غیر میں کام کرتی ہے، ان کے لئے خصوصی courts اور ٹربیونلز مہیا کئے جائیں تاکہ fast track پر ان کے معاملات کو حل کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری اس معزز ایوان کے ممبران سے صرف اور صرف یہ گزارش ہے کہ پاک چین دوستی، ترکی اور دیگر ممالک میں پاکستان کے ساتھ اس مشکل کی گھڑی میں جو ہمارے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں، ہمیں ہمیشہ ان کی محبت کو یاد رکھنا چاہئے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ تمکین اختر نیازی۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ چودھری محمد اشرف!

چودھری محمد اشرف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کے لئے وقت دیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی زیر نگرانی وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا نے جس جرأت، بہادری اور دلیری سے حزب اختلاف کی اس حالت میں جو کہ انہیں زیب نہیں دیتی بہت اچھا اور متوازن بجٹ پیش کیا جس میں تمام شعبہ جات کے لئے جو فنڈز رکھے گئے ہیں یا جو تجاویز دی گئی ہیں، نہایت ہی اعلیٰ وارفع ہیں اور ان کی موجودہ دور میں بڑی اہم ضرورت ہے۔ یہاں

مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے جو کوئی اچھی بات آتی ہے تو ہم اس پر تنقید برائے تنقید کرتے ہیں۔ اس رجحان کو ختم ہونا چاہئے بلکہ تنقید برائے اصلاح ضرور کرنی چاہئے۔ جو کمی ہو اس کی نشاندہی ضرور کرنی چاہئے لیکن تنقید برائے تنقید نہیں کرنی چاہئے۔اس پہلو کو ختم ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر!جب حزب اختلاف کے لیڈر تقریر فرمارہے ہوں تو اس وقت بھی ہمیں آرام سے انہیں سننا چاہئے اور اسے سمجھنا چاہئے۔اسی طرح جب ہماری وزیر خزانہ بجٹ تقریر فرمارہی ہوں تو انہیں بھی حزب اختلاف کو نہایت غور، صبر اور سوچ کے مطابق سن کر اس پر عمل کرنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ ان کی تقریر کو غور سے سنا جائے۔وزیراعلیٰ جب تقریر فرمارہے ہوں تو انہیں بھی حزب اختلاف کو غور سے سننا چاہئے تاکہ معزز ایوان کو پوری طرح سے سمجھ آسکے اور اس پر نہایت ہی اچھے طریقے سے جو جائز بات کرنی ہو وہ کی جائے۔ میں دونوں اطراف کے معزز ممبران سے توقع رکھتا ہوں کہ آئندہ انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا اور اچھی طرح ہی ایک دوسرے کا احترام کرتے ہوئے باتیں سنی جائیں گی اور ان پر عمل بھی کیا جائے گا۔

جناب سپیکر!میں تعلیم، صحت، زراعت اور رفاع عامہ کے لئے جو بجٹ میں رقم مختص کی گئی ہے یہ نہایت ہی اچھی رقم ہے۔اپنے گھر کے حالات بھی دیکھنے ہوتے ہیں، اپنے وسائل بھی دیکھنے ہوتے ہیں اُن کے مطابق یہ سب کچھ کافی حد تک مناسب ہے ہم سب لوگوں کو چاہئے کہ اس کو appreciate کریں۔محترم وزیراعظم، محترمہ وزیر خزانہ اور اُن کی پوری ٹیم کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اچھا بجٹ متوازن بجٹ پیش کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے اس اسمبلی کے تمام عملہ کو اور پوری ٹیم کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!تھوڑا سا میں اپنے حلقے کی طرف بھی جاؤں گا ڈسٹرکٹ گجرات ایک بڑا اہم ضلع ہے no doubt کہ پورا پنجاب پورا پاکستان ہی اہم ہے لیکن ڈسٹرکٹ گجرات کا مقابلہ بہت سخت ہے وہاں پر بہت کمیاں بھی ہیں اُن کو دور کرنے کے لئے محترمہ وزیر خزانہ کو یہ چاہئے کہ جیسے دریائے چناب پر پل تعمیر ہو رہا ہے بڑا اچھا اقدام ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب اپنی تجاویز وزیر خزانہ صاحبہ کو لکھ کر دے دیں۔

چودھری محمد اشرف: جناب سپیکر!تمام شعبوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہتر سے بہتر کام ہو رہا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب!یہ تجاویز لکھ کر دے دیں۔جی، جناب آصف محمود!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میری requestہوگی آپ نے ذرا تحمل سے ہماری بھی بات سنیں جس طرح گورنمنٹ سائیڈ سے بات سنی ہے ذرا سکون سے سنئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کسی کی ذات پر بات نہ کریں بجٹ پر بات کریں میں سکون سے سنوں گا۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں کل سے سن رہا ہوں حکومتی ممبران کی طرف سے سیٹیوں کا بڑا ذکر ہو رہا ہے چار سال سے اس ایوان کے اندر یہاں پر اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے لوگ جب آپ سے اپنی تجاویز دیتے ہیں، ترامیم دیتے ہیں، تحاریک التوائے کار دیتے ہیں، سوال دیتے ہیں، کتنوں کے جواب آتے ہیں، آپ کتنوں کے مسائل حل کرتے ہیں جو سیٹیاں نہ بجائیں، جب آپ کے کانوں کے اندر لوگوں کی سسکیاں کی آواز نہیں ہوگی، جب آپ کے کانوں کے اندر میل جمعی ہوئی ہوگی تو سیٹیوں سے ہی اُس کو کھولیں گے اور اگر آپ سیٹیوں سے نہیں مانیں گے تو سیسہ boilکر کے ڈالنا پڑا تو وہ بھی ڈالیں گے۔ اس ایوان کے اندر ہم لوگوں کے ووٹ لے کر آئے اور چار سال سے اس ایوان کے اندر بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر! جس چیئر پر آپ بیٹھے ہیں آپ انصاف سے بتائیں لوگوں کا کروڑوں روپیہ لگا ہے سب سے پہلے یہاں احتساب شروع کریں اس ایوان پر خرچ ہوتا ہے۔ چار سال کے اندر اس ایوان کی کیا پرفارمنس ہے، کتنی تحاریک التوائے کار کے جواب آتے ہیں؟ ہم businessجمع کرواتے رہے اپنی مرضی سے پیچھے سے killکر دیتے ہیں جو غلطی سے یہاں پر آجائے اُس کا جواب محکمہ نہیں دیتا کتنی دفعہ اس چیئر کے اوپر بیٹھے ہوئے آپ نے ان بیوروکریٹس کو، ان بابوں کو جنہوں نے بجٹ بنایا میں یہ یقین سے کہتا ہوں اس ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے کسی شخص کو اس بجٹ کی ABCکا بھی اندازہ نہیں ہونا۔ جنہوں نے بجٹ بنا کر آپ کو یہاں بھجوایا ہے اُن سے پوچھیں جس دن محکموں کے سوالات کے دن ہوتے ہیں کتنے سیکرٹریز یہاں پر آکر بیٹھتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس ایوان کی جتنی بے توقیری اس tenureکے اندر unfortunatelyمیں افسوس سے کہتا ہوں آپ لوگوں کے ہاتھوں ہوئی اس کی pastکی historyمیں آپ کو مثال نہیں ملے گی اور یہاں پر سیٹیوں کو لے کر ایوان کا تقدس پامال ہونا شروع ہو گیا ہے۔ سیٹیوں کے اوپر مجھے یہ بتائیں آپ نے اپوزیشن کے لوگوں کو کیوں ڈویلپمنٹ فنڈ نہیں دیئے؟ پچھلے چار سال میں ان کا گناہ کیا تھا کہ ان لوگوں نے اپوزیشن کو ووٹ دیا پی ایم ایل (ن) کو ووٹ نہیں دیا۔ یہ ان کی پالیسیز دیکھیں جن کی یہ تعریف کر رہے ہوتے ہیں ان کی ساری short time planningہے، ان کا ٹوٹل focusاگلا الیکشن

ہوتا ہے صرف اگلا الیکشن یہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ یہ سبسڈی کے جو بڑے بڑے پراجیکٹ کرتے ہیں مجھے بتائیں کہ ٹھیک ہے میٹرو ایک facility ہے تھوڑی دیر کے لئے مان لیتا ہوں مجھے ذرا وزیر خزانہ صاحبہ یہ بتائیں گی کہ یہ جو سبسڈی ہے لاہور میٹرو کی 48 روپے فی کلو میٹر، راولپنڈی میں 325 روپے فی کلو میٹر کیسے ہو گئی؟

جناب سپیکر! سبسڈی اس لئے ہو گی کہ وہ پراجیکٹ آپ نے اُس شخص کو دیا، اُس شخص کو چیئرمین بنایا جس کو راولپنڈی کی عوام نے رد کیا، جس کا ایفی ڈرین کیس کے اندر نام تھا، جو منشیات کا سمگلر تھا اُس کو آپ نے اربوں روپے کا پراجیکٹ دیا اور اُس کی سبسڈی آپ نے 325 روپے فی کلو میٹر رکھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف صاحب! جو بندہ یہاں پر موجود نہیں ہے آپ اُس کے خلاف اگر وہ یہاں موجود ہوتا تو پھر بات کرتے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! جب حکومتی ممبران یہاں پر یہودی یہودی رمضان کے مہینے میں کرتے تو انہیں شرم نہیں آتی کسی مسلمان کو یہودی کہتے ہوئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: کسی نے بات نہیں کی۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! انہوں نے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر یہاں پر کہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایسی بات میں نے نہیں سنی۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ شرم دلاتے ہیں انہیں وہ لوگ نظر نہیں آتے جو فرش کے اوپر اپنی جانیں دے دیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: No Cross Talk.

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! ان کو ہسپتالوں کے stretchers کے اوپر چھ چھ لوگ پڑے نظر نہیں آتے؟ یہ ہمیں شرم دلاتے ہیں ان کے اندر اتنی جرأت نہیں کہ اپنے لیڈر کے سامنے کھڑے ہو کر بات کریں۔ پہلے دو منٹ یہاں پر اگر تعریفیں کرتے ہیں اُس کے بعد اپنے حلقوں کا رونا روتے ہیں۔ جن لوگوں سے ووٹ لئے ہیں اُن کی بات نہیں کریں گے یہاں پر شوباز، شوباز، شوباز میں مبارکباد دیتا ہوں، میں یہ کرتا ہوں۔ آپ مجھے بتائیں کس کا مسئلہ اس ایوان کے اندر حل ہوتا ہے؟ یہ یہاں پر بیٹھ کر تعریفیں کرنے کے لئے آتے ہیں؟ لوگوں کے ٹیکس کا پیسا لگتا ہے یہ اتنے کروڑوں کی ردی ہے یہاں پر پیپر

رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔آپ سے یہاں پر اتنا نہیں ہو سکا، چار سال سے کون سی صدی میں رہ رہے ہیں؟ آپ یہاں پرTablet لگا کر جو یہاں پر کروڑوں روپے کا ردی مافیا ہے اس سے تو جان چھڑا لیں باہر کی باتیں ہم بعد میں کریں گے، اس اسمبلی کے اندر جو بے قاعدگیاں ہیں اُن کو تو درست کر لیں باقی پنجاب کے مسائل پر ہم بعد میں بات کریں گے۔

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ دوسری دفعہ یہاں پر بیٹھی ہیں وہی ہمارے مسئلے مسائل ہوتے ہیں وہی بار بار repetition میں بات کرتے ہیں۔ یہ جو مجھے بتائیں کہتے ہیں سیٹیاں نہ بجائیں، احتجاج نہ کریں۔ محترمہ وزیر خزانہ کھڑی ہو کر بتائیں کتنی ہماری تجاویز incorporate ہوئی ہیں اور جو ہم نے پری بجٹ بحث کی ان کو بھی پتا ہے۔اس اسمبلی میں Standing Committees کا کیا رول ہے؟ ترامیم move کر کر کے Rules of Procedure کے اندر رہ ہر طرح سے تحمل سے بھی بات کی ہے پیار سے بھی بات کی ہے لیکن یہاں پر کوئی کان دھرنے کرنے کو تیار نہیں کیونکہ ماڈل ٹاؤن کے اندر روٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ اس اسمبلی کے اندر کیوں بلایا جاتا ہے؟ جب کوئی میگا پراجیکٹ، کوئی بڑا پراجیکٹ آپ نے اس اسمبلی کے اندر discuss ہی نہیں کرنا تو کیوں لوگوں کا کروڑوں روپیہ اس ایوان کے اندر لگاتے ہیں؟ میاں محمد شہباز شریف اس اسمبلی کے وزیر اعلیٰ ہیں، اس اسمبلی سے ووٹ لے کر وہ وزیر اعلیٰ بنے ہیں وہ جب سال بعد یہاں آئیں گے تو یہاں پر سیٹیاں ہی بجیں گی۔پتا نہیں کدھر ہوتے ہیں سال کے بعد یہاں پر آتے ہیں یہاں پر آئیں گے لوگوں کے مسائل کا پتا چلے گا۔ جب یہ بیوروکریسی کے ساتھ بیٹھے رہیں گے تو اس ایوان اور جمہوریت کا کیا مقصد ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آصف محمود صاحب! بجٹ پر بات کر لیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں بجٹ کے اوپر آجاتا ہوں میں نے یہاں پر کچھ تحاریک التوائے کار اپنے حلقے کے حوالے سے جمع کروائی ہوئی ہیں۔اب دوبار محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہیں ان کی موجودگی میں ضروری ضروری دو تین چیزیں جو شاید ان کی تحریر کے نیچے وہ الفاظ آجائیں۔

جناب سپیکر! میرے حلقے میں ایک امین پبلک سکول ہے اس لئے یہاں پر نشاندہی کر رہا ہوں کہ کل کو کوئی بڑا سانحہ ہو گا یہ ریکارڈ کے اوپر بات ہو گی کہ اُس کی بلڈنگ کرائے کی بلڈنگ ہے اور انتہائی خستہ حال وہ پرائمری بچیوں کا سکول ہے اگر آپ نوٹ کر لیں امین پبلک سکول ڈھیری حسن آباد راولپنڈی اُس کے اوپر میں تین دفعہ زیرو آر جمع کرا چکا ہوں لیکن وہ take up نہیں ہو سکا، تحاریک التوائے کار جمع کروائی ہیں۔اُس کو کنٹونمنٹ بورڈ نے declare کیا ہوا ہے کہ یہ خطرناک بلڈنگ ہے اور وہ کسی بھی ٹائم

گرے گی اللہ نا کرے کسی بڑے حادثے کا سبب بنی تو یہ قاتل ہوں گے اُن بچیوں کے جو اُن چھتوں کے نیچے بیٹھ کر پڑھ رہی ہیں اُس سکول کا کوئی مسئلہ حل کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کنٹونمنٹ بورڈ نے کرنا ہے یا محترمہ وزیر خزانہ نے کرنا ہے؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پنجاب گورنمنٹ کا سکول ہے وہ کینٹ بورڈ کے اندر نہیں آرہا۔ اُس کے بعد میرے ایریا کے اندر پانی نہیں ہے ٹھیک ہے کنٹونمنٹ ایریا ہے میں سمجھتا ہوں administratively اُس پر Cantonment responsible ہے لیکن جب کنٹونمنٹ سے بات کی جاتی ہے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ فیڈرل اور پراونشل گورنمنٹ نے ہمیں کوئی خانپور پراجیکٹ کے لئے پیسے دینے تھے 1992 سے onward ابھی تک اُس کی ادائیگی اُس طرح سے نہیں ہو پا رہی جس طرح سے گورنمنٹ نے commit کیا تھا۔

جناب سپیکر! میری request ہے کہ راولپنڈی اور چکلالہ کنٹونمنٹ بورڈ کے پانی کے مسئلے کے لئے پراونشل گورنمنٹ پنجاب کینٹ بورڈ کو یہاں سے فنڈز مہیا کرے تاکہ وہاں پر لوگوں کے لئے پانی مہیا کیا جا سکے۔

جناب سپیکر! رمضان کے مہینے کے اندر وہاں پر لوگوں کو پانی نہیں ملتا لوگ بڑی دور دراز areas سے آتے ہیں میں یہ کینٹ کی بات کر رہا ہوں میں کسی ساؤتھ پنجاب یا کسی دیہات کی بات نہیں کر رہا لوگوں کو پانی بالٹیوں کے اندر بھر بھر کر لانا پڑتا ہے۔ انسان دیکھ کر شرمندہ ہوتا ہے مجھے نہیں سمجھ آتی صاف پانی تو چلیں اگلی سٹیج میں آجاتا دوسرا میں ایک important چیز highlight کرنا چاہوں گا کہ environment کے اوپر یہاں پر ڈاکٹر نوشین حامد نے بات کی unfortunately یہ انتہائی important topic ہے جس کے اوپر نہ گورنمنٹ کی کوئی نظر ہوتی اور بیشتر معزز ممبران میں سے کسی نے اس کا ذکر بھی نہیں کیا۔ جس طرح سے climate change ہو رہا ہے راولپنڈی جس شہر کا میں رہائشی ہوں دنیا میں air quality پانچویں نمبر پر ہے۔

جناب سپیکر! میں سٹینڈنگ کمیٹی کا چیئرمین بھی ہوں اس ڈیپارٹمنٹ کا ایک issue قصور کی ٹینریز کے حوالے سے پچھلے دنوں ہمارے پاس آیا، میں یہاں اس کی detail بیان نہیں کر سکتا لیکن محکمے کی performance بالکل زیرو تھی۔ محترمہ وزیر خزانہ کی موجودگی میں محکمے نے admit کیا کہ polluted water سے کینسر اور ہیپاٹائٹس کا مرض پانچ اضلاع میں پھیل رہا ہے لیکن اس کے ٹریٹمنٹ پلانٹ کے لئے ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! محکمہ تحفظ ماحول کا پچھلے سال زیرو ڈویلپمنٹ بجٹ تھا جبکہ ہزاروں لوگ کینسر اور ہیپاٹائٹس کے مرض میں مبتلا ہو کر مر رہے ہیں۔ ایسے پراجیکٹ اور ٹریٹمنٹ پلانٹس کے لئے جب میں نے ان سے سوال کیا کہ کیا اس کو حکومت subsidize نہیں کر رہی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم جو ٹیز یز ایسوسی ایشن سے رقم لے رہے ہیں وہ کافی نہیں ہے کہ ہم ٹریٹمنٹ پلانٹ کو چلا سکیں۔ جب میٹرو بس اور transportation projects میں آپ سبسڈی دیتے ہیں تو جس سے لوگوں کی صحت related ہے جس سے لوگوں کی جان ومال related ہے ان کو کیوں نہیں سبسڈی دی جاسکتی؟

جناب سپیکر! میں request کروں گا کہ جو ٹریٹمنٹ پلانٹ آپ کو ایک foreign agency نے donate کیا تھا، حکومت میں تو اتنی capacity نہیں تھی کہ وہاں ایک ٹریٹمنٹ پلانٹ لگا لیتی لہٰذا اس بات کو note down کر لیں کہ قصور کے اندر اس سے ہزاروں لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں انرجی پر آتا ہوں۔ لوڈ شیڈنگ کا آج کل ہر طرف مسئلہ ہے۔ مجھے پوری رات حلقے سے فون آتے رہے کہ دومنٹ کے لئے لائٹ آتی ہے پھر چلی جاتی ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ یہ فیتے جو کٹ رہے ہیں یہ بجلی کس کے انگ میں بھری جا رہی ہے کیونکہ لوگوں کو تو مل نہیں رہی ہے؟ آپ آئے دن تین تین دفعہ فیتے کاٹتے ہیں، کروڑوں روپے کی advertisement ہوتی ہے۔ آپ رمضان بازار کو لے لیں وہاں پر ایک ہی تصویر نظر آئے گی اور لاکھوں کروڑوں روپے کی advertisement کی جاتی ہے۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف محمود صاحب! بہت شکریہ

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔ مجھے پچھلے دنوں رمضان بازار کا وزٹ کرنے کا اتفاق ہوا مجھے پتا چلا کہ یہاں پر بڑے سستے پھل مل رہے ہیں۔ میں وزیر خزانہ کی موجودگی میں وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ راولپنڈی کے اندر صرف دو پھلوں پر سبسڈی دی جا رہی تھی اور پھلوں کی جو کوالٹی تھی میں سمجھتا ہوں کہ وہ اگر باہر پڑے ہوں تو ان کو کوئی free بھی لے کر نہ جائے۔ براہ مہربانی اس کے اوپر چیک اینڈ بیلنس رکھیں۔ آپ لوگوں کے کروڑوں روپے سبسڈی کی مد میں دیئے جا رہے ہیں اور بے تحاشہ باتیں ہوتی ہیں لیکن یہاں پر وہی بات ہے کہ ٹائم نہیں ہے لیکن انشاء اللہ cut motions میں اس کی کسر نکالیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ حاجی محمد الیاس انصاری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ فوزیہ ایوب قریشی!

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور میری نہایت ہی قابل احترام وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کروں گی جنہوں نے اتنا خوبصورت عوام دوست 1970۔ارب 70 کروڑ 18-2017 کا بجٹ پیش کیا۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ کسی ملک کی ترقی کے لئے وہ بجٹ بہتر سمجھا جاتا ہے جس پر ٹیکس نہ لگے اور اس دفعہ ایسا ہی ہوا ہے۔

جناب سپیکر! پاکستان دو دہائیوں سے مسائل میں گھرا ہوا تھا۔ دہشت گردی کا مسئلہ اور توانائی کا بحران تھا۔ الحمد للہ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں اب واضح فرق نظر آ رہا ہے کہ ملک ترقی کی طرف گامزن ہے۔ آج پاکستانی معیشت کا حجم 300۔ارب سے بڑھ چکا ہے اس وقت پاکستان کی سٹاک مارکیٹ ایشیاء کی دوسری اور دنیا کی پانچ بہترین سٹاک مارکیٹس میں شمار کی جاتی ہے جو ہمارے لئے اعزاز کا باعث ہے۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں پاک چین دوستی، سی پیک پروگرام پاکستان کی معاشی ترقی میں اہمیت کا حامل ہے۔ رواں برس کے دوران مختلف پراجیکٹس میں حکومت پنجاب نے 220۔ارب روپے کی بچت کی۔ حکومت پنجاب نے معاشی ترقی، صحت، تعلیم، بنیادی سہولیات کی فراہمی، توانائی بحران کا خاتمہ، دہشت گردی سے نجات، زراعت کسان package اور بے روزگار نوجوانوں کو سہولیات مہیا کیں جن میں لیپ ٹاپ، اپنا روزگار سکیم کے تحت پچاس ہزار نوجوانوں کو گرین کیب کی فراہمی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! خواتین کی ترقی کو یقینی بنائے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ خواتین، بچوں، بزرگوں اور اقلیتوں کی ترقی کے لئے جو کاوش حکومت پنجاب نے کی ہے وہ آج تک کسی گورنمنٹ نے نہیں کی۔ خواتین کے لئے مرکز برائے تحفظ نسواں ملتان، ورکنگ وومن کے بچوں کے لئے 75 کیئر سنٹر کا قیام اور وراثت میں حق کا یقینی بنانا۔

جناب سپیکر! میں بہاولپور کے حوالے سے بات کروں گی کہ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے ساؤتھ پنجاب کی محرومیوں کو کافی حد تک ختم کیا ہے۔ بہاولپور، ڈی جی خان، راجن پور کے بارے میں یہ کہوں گی اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ ساؤتھ پنجاب کے وہ شہر ہیں جہاں پر بہت زیادہ پروموشن کی ضرورت تھی۔

جناب سپیکر! میں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا نہایت دلی طور پر شکریہ ادا کرتی ہوں کہ جنہوں نے خاص طور پر میرے بہاولپور پر بڑی توجہ دی اور فنڈز مہیا کئے۔ بہاولپور میں کڈنی سنٹر کا قیام، موٹروے، حاصل پور بہاولپور روڈ، لودھراں خانیوال روڈ کا بنایا جانا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ سب کاوشیں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے ہیں۔ یہ جو کہتے ہیں کہ ساؤتھ پنجاب میں کوئی کام نہیں ہوا میرا تعلق بہاولپور سے ہے اور میں بہاولپور کی رہنے والی ہوں الحمد للہ بہاولپور میں بہت زیادہ پروموشن ہوئی ہیں اور ابھی بھی مزید کام ہو رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وومن یونیورسٹی کا قیام، ویٹرنری یونیورسٹی کا قیام یہ کوئی تھوڑے کام نہیں ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ بہاولپور میں خواتین کے لئے مزید پروموشن اور فنڈز کی ضرورت ہے۔ بہاولپور میں کچھ اس طرح کا ماحول ہے کہ وہاں اگر خواتین کے لئے کچھ ایسی بسیں چلا دی جائیں جس میں وہ آسانی سے سفر کر سکیں تو وہ بہتر ہوگا۔ صاف پانی کے حوالے سے میں بات کروں گی کہ پورے پاکستان اور خاص طور پر ہمارے پنجاب میں اس پر بہت زیادہ توجہ دی گئی ہے مگر میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گی کہ چولستان اور بہاولپور ہمارے ایسے جڑے ہوئے علاقے ہیں جہاں ابھی بھی صاف پانی پر بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ چولستان کے لئے مزید فنڈز دیئے جائیں کیونکہ وہاں جب جیپ ریلی ہوتی ہے تو اس دوران بہت زیادہ لوگوں کی آمد و رفت ہوتی ہے اس لئے رہائش کی بھی بہت ضرورت ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ حنا پرویز بٹ!

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ discussion پر بات کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں congratulation پیش کرتی ہوں اپنی محترمہ وزیر خزانہ کو کہ جنہوں نے پنجاب کی ہسٹری میں والیم کے لحاظ سے سب سے بڑا بجٹ پیش کیا۔ یہ بجٹ اتنا بیلنس ہے کہ کوئی بھی سیکٹر ایسا نہیں ہے جو آپ کو neglected نظر آئے۔ میں سب سے زیادہ اس بات پر congratulation پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے third successful Budget پاس کر کے اپنی ہیٹرک مکمل کی ہے۔ اس کے بعد میں اپنی colleagues کو congratulate کرتی ہوں کہ ہم نے اپنا پانچواں بجٹ پیش کیا ہے۔ میں اپنے اپوزیشن اور حکومتی ممبران کو بھی congratulate کرتی ہوں

کہ اس پانچویں بجٹ سے یہ show ہوتا ہے کہ اس ملک میں democracy بہت strengthen ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت اور اس کی leadership کو congratulate کرتی ہوں کہ انہوں نے دسواں بجٹ پیش کیا ہے۔ پچھلے دس سالوں کے بجٹ میں جو economic policies آئی ہیں ان سے نظر آتا ہے کہ Punjab Province کتنی تیزی سے develop ہو رہا ہے، پنجاب کی infrastructure کتنی تیزی سے develop ہو رہی ہے اور اب باقی سب صوبے یہ کہہ سکتے ہیں کہ پنجاب ماڈل صوبہ بننے جا رہا ہے۔ اس کا کریڈٹ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو جاتا ہے کیونکہ ان کی لیڈر شپ اور وژن کی وجہ سے یہ سب ممکن ہو سکا ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں دو چیزیں بہت ہی اچھی ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ It is a tax free Budget. دوسری چیز یہ ہے کہ سوشل سیکٹر کو بہت high priority دی گئی ہے۔ 1017 بلین روپے سوشل سیکٹر، ایجوکیشن، ہیلتھ اور لوکل گورننس کے لئے رکھے گئے ہیں which is a very good thing اگر ہم صرف ایجوکیشن کو دیکھیں تو اس کے لئے 345 بلین روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اس میں آپ دیکھیں گے کہ 3 بلین دانش سکول کے لئے ہیں، 50 نئے ڈگری کالج بننے جائیں گے اور ہائر ایجوکیشن کے لئے 44 بلین روپے رکھے گئے ہیں۔ سب سے important education investment ہے میں نے ایک سکالر کی quote پڑھی تھی کہ جہاں دن ہوتا ہے وہاں رات ضرور آتی ہے لیکن جہاں ایجوکیشن کا سورج طلوع ہوتا ہے وہاں جہالت کے اندھیرے کبھی نہیں آتے۔ اس طرح سے یہ پنجاب کی بہت اچھی انوسٹمنٹ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر ہم نے terrorism کو end کرنا ہے، اگر ہم نے جہالت کو ختم کرنا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کو educate کریں اور ان کو empower کریں۔ اس طرح ہماری یوتھ پاکستان کو successful کرے گی۔

جناب سپیکر! اگر ہم ہیلتھ کو دیکھیں تو اس میں 263 بلین کا بجٹ رکھا گیا ہے جس میں صاف پانی کے لئے 25 بلین روپے، فری میڈیسن، فری ڈائیلسز اور بہت سے ایسے نئے ہسپتال بنیں گے اس سے make sure ہو گا کہ پنجاب کے لوگوں کو healthy Punjab دیا جائے۔ so I think اس پر بھی پنجاب حکومت کو بہت appreciate کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! thirdly میں یہ کہوں گی کہ ڈویلپمنٹ بجٹ 635 بلین روپے کا ہے اس سے انرجی پراجیکٹس complete ہوں گے، نئی روڈز بنیں گی اور ایس ایم ایسٹ کو نئے فنڈز ملیں گے،اس سے نظر آتا ہے کہ پنجاب صرف current کے بارے میں نہیں سوچتا بلکہ پنجاب اپنے future کے بارے میں بھی سوچتا ہے۔ پنجاب اتنا empower ہو گیا ہے کہ ہم future کے پراجیکٹس کے بارے میں بھی سوچ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک suggestion دینا چاہوں گی کہ ہم لوگوں کو چاہئے کہ اپنے ہاؤسنگ سیکٹر کی طرف بھی تھوڑی توجہ اور دیں کیونکہ پنجاب کی پاپولیشن بہت تیزی سے grow کر رہی ہے اور اس حساب سے ہمارے اتنے houses construct نہیں ہو رہے تو ہمیں چاہئے کہ عام عوام کو یعنی ہر بندے کو ایک basically گھر ضرور provide ہو۔ ہمیں چاہئے کہ اس کے لئے ہم ہاوسنگ سکیم develop کریں جس میں غریب بندوں کو مفت جگہ الاٹ ہو یا مفت قرضے ملیں۔ At least ہر غریب بندے کو ایک گھر کی facility پنجاب حکومت کو ضرور دینی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار وقاص حسن مؤکل!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں اپنی اس بات کا آغاز کروں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مبارکباد دینا چاہتے ہیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! جی، نہیں۔ وہ مبارکباد ایسے ہے کہ میں کوشش کروں گا کہ بجٹ پر کوئی بھی بات نہ کروں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ کیا بات ہوئی؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! آپ بے شک الفاظ حذف کر دیجئے گا لیکن میرے خیال میں غلط بات نہیں ہو گی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے پتا ہے کہ آپ غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہیں کرتے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! غیر پارلیمانی الفاظ بالکل نہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کسی کی ذات کے بارے میں بھی نہیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! جی، آپ بے فکر رہیں۔ ذرا سن لیجئے۔

جناب جاوید اختر:جناب سپیکر!آپ بجٹ پر بات کریں۔ورنہ ہم بات نہیں کرنے دیں گے۔

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!جی،یہ میری مرضی ہے،وہ آپ کی مرضی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،آپ بات کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!پچھلے سال1681۔ارب روپے کا بجٹ پیش ہوا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،آپ بجٹ پر بات کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!آپ سن تو لیں،جو بات آپ کو پسند نہ آئے وہ حذف کر دیجئے گا۔آپ بولنے کا موقع تو دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،آپ بات کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!پچھلے سال1681۔ارب روپے کا بجٹ پیش ہوا،اس دفعہ 1970۔ارب روپے کا بجٹ پیش ہوا۔جی،بالکل حکومت مبارکباد کی مستحق ہے کہ یہ تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے اور 19-2018 میں اس سے بڑا بجٹ آئے گا تو یہ تاریخ ہر دفعہ نئی رقم ہو گی۔یہ حکومت کا آخری سال ہے،یہ 370 ممبران کا ایوان ہے،تعریفیں بھی ہوئیں پل باندھے گئے،بد تعریفیں بھی ہوئیں،ہر چیز کا تبادلہ کیا گیا۔میں کیونکہ شاید نہ تین میں ہوں ناں تیرہ میں ہوں لیکن اس اسمبلی اور ایوان کا حصہ ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،آپ معزز ممبر اسمبلی ہیں۔سردار صاحب!آپ ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!بالکل اس لئے میں آج کوشش کروں گا کہ میری آج کی تقریر پچھلے چار سالوں کی عکاسی کرے۔میرا پہلا tenure ہے اور پہلے دن میری بھی بڑی expectation تھی کہ یہ ایوان اور یہ ایوان بہت کچھ کر سکتا ہے۔شاید میں اور میرے جیسے اور ممبران کی وساطت سے بہت بہتری آئی ہو گی لیکن افسوس کے ساتھ،ہم اس چیز سے آگے بڑھ ہی نہیں سکے کہ ہم نے ذاتیات پر رہنا ہے اور ہم نے اس بات پر رہنا ہے کہ ہم کس طرح سے point scoring کریں۔ہم کس طرح سے اپنے آپ کو زیادہ بہتر شاہ سے زیادہ وفادار present کریں۔آپ اس بات کے گواہ ہیں،میں یہ سمجھتا ہوں کہ سارا معاملہ اور سارا مسئلہ اس ایوان میں ہے۔نہ وہ میاں محمد شہباز شریف میں ہے،نہ وہ جناب عمران خان نیازی میں ہے،نہ وہ میاں محمد نواز شریف میں ہے بلکہ وہ کسی میں نہیں

ہے وہ اس ایوان میں ہے۔ بطور ممبر ہم سب حکومت اور اپوزیشن اس قدر کمزور ہیں کہ ہم کسی سرکاری افسر کی oversight نہیں کر سکتے۔ ہماری اسمبلی کا ایک ہی کردار ہے کہ اس صوبے میں جو کچھ ہو رہا ہے اس پر نظر رکھے۔ ہم نے 1970۔ارب روپے کا بجٹ اس ایوان میں پیش کیا، ہم سب نے approve کیا ہے جو کہ ہو جانا ہے لیکن میں گارنٹی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس ایوان کے اندر سے ایک دھیلے کی بھی تجویز نہیں گئی۔ مجھے ابھی افسوس ہوتا ہے کیونکہ میں بھی اس کا حصہ ہوں اور میں بھی برابر کا ذمہ دار ہوں۔ معزز ممبران ابھی بھی سکولوں اور سڑکوں کی باتیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اب بجٹ پیش ہو چکا اور allocation ہو گئی جو اگلے سال میں لگنی ہے ایک ایک پائی اس کا ریکارڈ بن چکا ہے۔ ہم آج بھی وہی کر رہے ہیں جو کہ نہیں کرنا بنتا۔ افسوس یا تو وہ سمجھنا نہیں چاہتے یا ان کو کوئی سمجھا نہیں رہا۔ محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہیں، آپ بیٹھے ہیں، آپ on record میری اس بات کو رد کر دیں یا وہ رد کریں۔ کیا اس وقت کوئی ممبر ایوان میں کھڑا ہو کر کہے کہ میری یہ سڑک بنا دی جائے تو کیا وہ بن جائے گی؟ پی اینڈ ڈی کے دھکے کون کھاتا ہے؟ چلیں، یہ بھی الفاظ غیر پارلیمانی ہیں میں استعمال نہیں کرتا کیونکہ میں بھی اس پارلیمنٹ کا حصہ ہوں۔ پی اینڈ ڈی کے چکر کون لگاتا ہے؟ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کی کون حاضریاں دیتا ہے؟ اگر میں غلط الفاظ استعمال کروں تو معذرت لیکن fact یہی ہے۔ کوئی فیصلہ یہاں پر نہیں ہوتا، نہ نالی، نہ سولنگ، نہ سڑک، نہ ہی سکول، ہسپتال کا، نہ دوائی اور بیڈ کا، آپ کس کو بیوقوف بنا رہے ہیں؟ میں آپ کو اور آپ مجھے بنا رہے ہیں؟ حکومت اپوزیشن کو اور اپوزیشن حکومت کو؟ میں نے چار سال سے یہی دیکھا ہے۔ ایک ایک بات کے لئے منت کرنی پڑتی ہے، آپ بے شک سپیکر ہیں اور unbiased ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی ہے، ایک حلقے کا معاملہ ہے، بات کرنے کی اجازت مل جائے تو نصیبوں والے، سننے کے بعد end کیا ہے؟ لکھ کر لائیں۔

جناب سپیکر! میری بات کی اتنی بھی اہمیت نہیں ہے کہ میں آپ سے بات کر رہا ہوں کہ باہر کچھ لوگ مر رہے ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ لکھ کر لائیں۔ میں یہ generic بات کر رہا ہوں آپ کے specific نہیں کر رہا۔ یہ ابھی مجھے پتا لگا کہ اسمبلی کی ایک Assurance Committee بھی ہے اور Assurance Committee کا کردار کیا ہے کہ جو یہاں پر بات ہو وہ implement ہو۔ میرے علم میں تو نہیں ہے، اگر آپ کے علم میں ہے تو آپ ضرور میرے ساتھ شیئر کریں کہ Assurance Committee کی پچھلے چار سالوں میں کتنی میٹنگز ہوئی ہیں؟ کیا ہمارے الفاظ اتنے بے وقعت ہیں کہ

میں آپ کو سنادوں وہ ریکارڈ کا حصہ بن جائیں، تصحیح کے تقریر آ گئی ہے کہ اس کے اندر جو ہے اس کو لکھ کر بھیج دیں۔ یہ ایوان ہے یہ اس کی تضحیک ہے،اس کی وقعت ہم نے بڑھانی ہے۔ مجھے نہیں سمجھ آتا کہ یہاں پر وزیر اعلیٰ کے آنے سے کون سی توپ چل جائے گی جوان کے آنے کے بغیر نہیں چلے گی؟ خواتین ممبران ہیں میں ان کی بڑی عزت کرتا ہوں،ان کا کردار یہ ہونا چاہئے کہ اگر میں کوئی بات کروں یا اپوزیشن سے کوئی بات کرے تو کھڑے ہو کران کو روکنا نہ شروع کر دیں۔ میرٹ پر بات کریں،وزیر اعلیٰ کی تو statement بھی میرٹ ہے،یہاں پر ہم کردار کشی پر آ جاتے ہیں۔آپ کس طرح اس کو ٹھیک کریں گے؟

جناب سپیکر!اگلی بات، میں اعلانیہ کہہ رہا ہوں کہ میں کسی کی تضحیک نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اس سے زیادہ اور شرمندگی کیا ہو سکتی ہے کہ ہم خود یہاں پر پڑے ہوئے ہیں اور ڈھونڈتے پھر رہے ہیں، میں یہ چھ صفحے کی تقریر لکھ کر لایا ہوں۔ اس میں کیا میں کہوں؟ شیخ اعجاز احمد اٹھ کر چلے گئے ہیں،جب تک وہ ادھر تھے تو میں چاہتا تھا کہ میں ان کے سامنے ان کی یہ بات کروں کہ میرے نقطہ نظر سے اسمبلی میں کوئی بندہ ہیرو ہے تو وہ شیخ اعجاز احمد فیصل آباد والے ایم پی اے ہیں۔انہوں نے اپنے بچے گورنمنٹ سکول میں بھیجے۔ہم تقریر کر رہے ہیں کہ وہ وہاں پر چلا گیا اور وہ یہاں پر آ گیا۔

جناب سپیکر! میں justification دے رہا ہوں کہ میں کیونکہ کماتا بہتر ہوں تو میرے بچے پرائیویٹ سکول میں چلے جائیں گے۔وہ ہیرو ہے اور میں بالکل on record یہ بات کہہ رہا ہوں، ہم میں سے کسی نے یہ بات نہیں کی،اس شخص نے اپنے بچوں کو سرکاری سکول بھیج کر ہم سب کو دکھایا ہے کہ یہ ہونا چاہئے۔وہ ابھی پانچ دس منٹ تک ادھر تھے لیکن میں ان کے پیچھے،یہ ان کی کمر بات سن رہی ہے کہ اس کی عظمت کو سلام دیتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ہم جہاں کھڑے ہیں آپ کے سامنے ہیں۔اس بات کا خطرہ شروع ہو جاتا ہے کہ اگر اپوزیشن کھڑی ہو گئی تو پتا نہیں بات کرے گی یا تنقید کرے گی۔ بھائی!اپوزیشن کو موقع کیوں تنقید کا دیتے ہو؟ یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ وہ ٹھیک بات کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہیں بالکل وہ جو کل بات ہوئی،اب میں مفروضہ پر بات نہیں کروں گا ہو یا نہ ہو،اس انسان نے بالکل وہ بات ٹھیک کی جو ہر کسی پر لازم ہے۔اپنے اپنے حلقے کی بات کرو،ادھر جناب آصف محمود نے قصور کے environment کے بارے میں معاملہ پر بات کی،انڈیا سے 25ہزار یا 22ہزار کیوسک پانی ہمیں آتا ہے،12ہزار کیوسک ہم اس کے اندر اپنا واٹر treatment کا ڈال

دیتے ہیں۔بہاولپور کے ایک ایم پی اے پیرزادہ نے زیرو آر نوٹس میںmotionدی، قصور سے لے کر بحرہ عرب تک جہاں جہاں پانی جارہا ہے اس کیcontaminationہو رہی ہے،انہوں نے ڈیپارٹمنٹ کو بلایا تھاتوانہوں نے کہاکہ ہمارے پاس تنخواہوں کے پیسے ہیں اس کے علاوہ ہے کچھ نہیں۔

جناب سپیکر!یہissuesہیں۔ہیلتھ کی بات ہوتی ہے،underutilizeبجٹ ہے، وہی میں نے بات کی ہے اور میں بالکل اس کے اوپر کھڑا ہوں کہ بجٹ کے اوپر بات کرنی وقت ضائع کرنا ہے،آپ کا بھی، میرا بھی،ایوان کا بھی، ساروں نے کیا، یہ بھی بالکل میں اعلانیہ کہتا ہوں۔یہاں پر ساروں نے اس ایوان کا وقت ضائع کیا،آپ کا، میرا،کیونکہ یہاں پر ہم نے وہ بات کی ہے جس کی کوئیrelevancyنہیں ہے۔گورنمنٹ نے بالکل تقریر کر دی کہ ٹھیک ہے، بڑااچھا بجٹ ہے۔دے سکتے ہیں،اگر1970۔ارب روپیہ اکٹھا کر کے عوام کے اوپر لگا سکتے ہیں تو خوشی ہونی چاہئے، افسوس کیوں ہو رہا ہے؟ کس کے دل میں یہ بات ہے کہ یہ جو بات ہو رہی ہے یہ پوری ہو گی،40فیصدutilizedبجٹ کا کیا مطلب ہے؟ اہل لوگ نہیں ہیں یاصرف میاں محمد شہباز شریف اہل ہیں یاصرف میاں محمد شہباز شریف جس کا نوٹس لیں گے وہ محکمے کو ٹائر لگیں گے باقی سارے گڈے پہ کھڑے ہوئے ہیں،کیوں، یہ اہل لوگ نہیں ہیں؟انہوں نے اپنے اپنے حلقوں سے ووٹ نہیں لئے،انہوں نے عوام کو بیوقوف بنایا ہے؟انہوں نے کوئی تو بات کی،ان کے اندر کوئی تو اہلیت ہو گی، کسی وجہ سے تو یہاں پر پہنچے ہیں، نصیبوں والے بھی ہیں تو پہنچ گئے ہیں تو بڑی بات ہے،اگر آہی گئے ہیں، دس کروڑ عوام کی نمائندگی اگر اس ایوان کے اس ہال میں ہو رہی ہے تو کچھ تو ہو گا، کوئی توان کو کریڈٹ دیں۔میرا آپ سے سوال ہے کہ کیا یہاں کی تقریریں وزیراعلیٰ سنتے ہیں؟ آپ اس کاان کو بتادیں کہ بھئی!وہ نہیں سنتے۔ان کے پاس ٹائم نہیں ہے۔یہ تعریفیں کرنی بند کر دیں،اگر سنتے ہیں تو پھر شاید میری بھی سن لیں تو میں ان سے صرف یہexpectکروں گا کہ وہ وزیراعلیٰ ہیں اور میرے بھی وزیراعلیٰ ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں بھی اس ملک کا شہری ہوں،اس صوبے کا شہری ہوں۔اگر وہ سنتے ہیں تو اس ایوان کو اتنا اختیار تو دے دیں،آپ نے ابھی کسی بات پر کسی کو ٹوکا کہ جی، بڑے بااختیار ہیں،کیا آپ صدق دل سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ بااختیار ہیں،آپ ڈانٹتے ہیں تو کوئی سیکرٹری صاحب بلانے پر آ جاتے ہیں۔ یہاں پر باہر نکلو، سیکرٹری صاحب کو ایسے لوگ، ممبران اسمبلی، میں نے نہیں کیا، میرا تعلق واسطہ ہی نہیں، مجھے پتا ہے کہ یا تو میری تصویر ہو گی، مذاق کی ویسے بات کر رہا ہوں،of the recordبے شک ہی سہی کہ جی، میری تصویر ہو گی اپوزیشن کا ممبر ہے اس کی تو بات ہی نہیں سننی لیکن یہ الگ کی بات

ہے۔ ہمارے ارکان پارلیمنٹ سیکرٹریز کے پیچھے ایسے جاتے ہیں جیسے پتا نہیں انہوں نے ان کو کیا دے دینا ہے۔ وہ سرکاری ملازم ہے، وہ تنخواہ لیتا ہے، لوگوں کی باتیں ہم سنتے ہیں، پوچھیں، یہ سارے بیٹھے ہوئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ٹرانسفارمر نہیں بنا، ایم پی اے رات 12:00 بجے سڑ گیا، ایم پی اے وہ بے شک پانچ دن بعد اپنے بچوں کے پاس پانچ منٹ کے لئے بیٹھا ہو، فون آئے گا ٹرانسفارمر سڑ گیا ہے ٹھیک کراؤ۔ میری بھینس نے دودھ دینا بند کر دیا ہے ڈاکٹر بھجواؤ۔ ایم پی اے آگے سے کیا کہے گا، یار تیری بھینس ہے میں نے نہیں دینا۔ میرے پہ کیا احسان کیا ہے؟ جناب! ایم پی اے، ایم این اے اور ہم ایم پی اے کی بات کریں گے وہ اپنے حلقے کی ملازمت کرتا ہے، یہاں پر آتا ہے اس لئے کہ اس کو خدا نے یہ عزت دی ہے اور وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں اس علاقے کا نمائندہ ہوں اور یہاں پر آکر، سیکرٹری صاحب کے آگے جناب! مہربانی کر و sign کر دیو، ایہہ جناب! بڑا ضروری کم اے یہ جناب! یہ کر دو۔

جناب سپیکر! میرا آپ سے ایک اور بنیادی سوال بجٹ پر ہے کیونکہ allocation یہیں سے جانی ہے ناں، یہ سوال ہے، آخری سال ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی ذات نے عزت دینی ہے تو اگلے سال کے بجٹ میں بیٹھے ہوں گے، وہ بھی فیصلہ اس عوام نے کرنا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آج کی یہ میری تقریر شاید آخری ہو، شاید نہ ہو لیکن یہ سوال ہم نے کرنے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ریکارڈ کے اندر یہ بات آئے کہ جناب سپیکر! ایک ایم پی اے کی عزت اور تضحیک جس دن ختم ہو گی اس دن یہ ایوان کارکردگی دکھائے گا، اس دن یہ باتیں نہیں ہوں گی کہ جناب! میری یونیورسٹی، میرا کالج، میرا ہائر سیکنڈری سکول، missing facilities میرے حلقے میں بھی ہیں۔ ہیلتھ، ابھی بھی وہاں پر بی ایچ یوز نہیں ہیں، پیسے لگ رہے ہیں اور لگا رہے ہیں، بالکل ٹھیک ہے لیکن میری ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ اس ایوان کے ساتھ جو ہو رہا ہے یہ میں بالکل on record لے کر آؤں۔ ہم سب اپوزیشن، گورنمنٹ، منسٹرز، آپ اس کے اندر برابر کے حصہ دار ہیں، ہم نے پانچ سالوں میں کیا کیا یہ ہمیں اپنے آپ کو تو پتا ہونا چاہئے، irrelevant اور چھوٹی چھوٹی petty چیزوں کے اوپر ہم کھڑے ہو کر باتیں کر رہے ہیں، ہمارے کام، ہمارا مقصد یہاں پر آنا ہے، ہی نہیں جو ہم کر رہے ہیں، اس کی تصحیح کون کرے گا؟ وزیراعلیٰ آتے ہیں تو یہاں ہمارے بنچز تک گورنمنٹ کے ممبرز آ جاتے ہیں، وزیراعلیٰ نہیں آتے تو وہ رانا ارشد صاحب منتیں کرتے ہیں، دروازوں کو باہر تالے لگتے ہیں کہ 97 کا magical نمبر achieve ہو جائے، اگر یہ اتنی ہی بری جگہ ہے تو پورے پانچ سال ہر ایم پی اے اپنے حلقے میں کرتا کیا ہے؟ اس کا تو کسی کے پاس جواب ہونا چاہئے ناں کہ

اگر اس ایوان میں آنا باعث شرمندگی ہے، اس ایوان میں آکر بیٹھ کر ٹائم ضائع کرنا ہے تو پھر پانچ سال اس مقصد کے حل کے لئے روتا کیوں ہے؟

معاون خصوصی برائے وزیر اعلیٰ (ملک محمد احمد خان): جناب سپیکر! ہو، ہو، ہو۔۔۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! یہ ایسی بات نہیں ہے۔ ترجمان صاحب بھی آ گئے ہیں لیکن۔۔۔(قہقہے)

جناب سپیکر! اگر میں نے کسی کی کوئی بات کی ہے تو بالکل آپ مجھے روکیے گا، ٹوکیے گا اس لئے میری آپ سے یہ request ہے، صرف آپ سے یہ request ہے کہ اس ایوان کی عزت، اس کی قدر ہم پارلیمنٹیرینز کی، اس کے اندر ہم سب نے کچھ کرنا ہے، بجٹ آتے رہیں گے، بنتے رہیں گے، یہ ملک سدا رہے گا لیکن کسی وقت یہ تو کوئی legacy چھوڑ سکتا ہے کہ شیر علی گورچانی کی سپیکر شپ کے اندر یہ ہوا، رانا محمد اقبال کی سپیکر شپ کے اندر یہ ہوا، میاں محمد شہباز شریف کی وزیر اعلیٰ شپ کے اندر یہ ہوا، ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا فنانس منسٹر شپ کے اندر یہ ہوا، کوئی مثال ہے؟ کوئی ایک genuine, authentic مثال ہے، اگر ہے تو دیں، کوئی تو بولے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں، آپ نے مجھے ٹائم دیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! وہ بھی آپ کی مہربانی ہے کہ پارلیمنٹیری لیڈر کا پتا کھیلا ہے تو آپ نے اجازت دی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، مجھے پتا تھا۔ آپ دو گھنٹے بھی بات کریں گے تو۔۔۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! نہیں، نہیں۔ جو بامقصد بات ہو تو وہ دس منٹ کی بات ہے لیکن میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! بہت شکریہ۔ جناب احسن ریاض فتیانہ!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! دو گھنٹیاں دامینوں ٹائم دینا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (قہقہے)

فتیانہ صاحب! ان کے بعد میں آپ کو floor دوں گا۔ اب محترمہ لبنیٰ ریحان کی باری ہے۔

محترمہ لبنیٰ ریحان: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بجٹ تقریر کے لئے مائیک دینے پر میں آپ کی بے حد مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت کا 18-2017 کا سالانہ بجٹ انتہائی متناسب بجٹ ہے جس میں ہر طبقے کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ تعلیم، صحت، زراعت، پینے کا صاف پانی، توانائی اور کس کس چیز کا ذکر کروں۔ بس خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو اتنا متناسب اور غریب پرور ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پینے کے صاف پانی کے بارے میں بات کرنا چاہوں گی، صاف پانی کے سلسلے میں عرض کر رہی ہوں کہ بجٹ میں ہینڈ پمپوں کے لئے 30 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ پینے کے صاف پانی کی سطح 600 فٹ سے بھی نیچے پہنچ چکی ہے۔ اگر قوم کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنا مقصود ہے تو ٹیوب ویلوں اور ہینڈ پمپوں کے لئے کم از کم 600 یا 650 فٹ گہرا بور کرنا ہوگا، اسی طرح میری سوچ کے مطابق ٹیوب ویل لگانے کے ساتھ ساتھ پانی کی ٹینکیاں بنانا بھی اشد ضروری ہے تاکہ بجلی جانے کی صورت میں عوام الناس کو کم از کم ٹینکی کے خالی ہونے تک پانی میسر ہو سکے۔ اس طرح ٹیوب ویلوں کے متواتر چلنے کی وجہ سے بجلی اور پانی دونوں کا ضیاع ہوتا رہے گا۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب کے پیش کردہ بجٹ 18-2017 کی تمام تر خوبیاں اپنی جگہ لیکن اگر پرائیویٹ اور سرکاری ملازمین اور پنشنروں پر بھی تھوڑی سی مزید عنایت ہو جاتی تو اچھا ہوتا۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں شعبہ تعلیم کے لئے 345۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ یہاں پر میں Early Childhood Education Programme کے بارے میں بات کرنا چاہوں گی۔ یہ پروگرام سکول جانے والے عمر کے بچوں کے لئے بہت ہی مفید ہے کیونکہ اس پروگرام سے بچوں کی base اچھی ہوگی، اس کے ساتھ ساتھ میں اس پروگرام کے تحت یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ اس میں بچوں کے لئے جو ٹیچرز کا ہے وہ کم از کم دو ٹیچرز کا انتظام ہونا چاہئے تاکہ بچے کو اچھی طرح توجہ مل سکے اور لوگوں کے ذہنوں میں گورنمنٹ سکولوں کے بارے میں جو رائے ہے وہ بھی تبدیل ہو سکے۔ یہاں میں زیور تعلیم پروگرام کا بھی ذکر کروں گی۔ وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے پنجاب کی بچیوں کے لئے یہ پروگرام پیش کیا، اس پروگرام کے تحت قوم کی 4 لاکھ 62 ہزار بیٹیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں، جو بچیاں مجبوری کے تحت تعلیم حاصل نہیں کر پاتیں یہ پروگرام ان کے لئے نہایت

ہی مفید ہے، اس پروگرام کے تحت ہماری کل کی آنے والی جو مائیں ہوں گی وہ تعلیم یافتہ ہوں گی اور اس طرح معاشرہ جو ہے وہ بہت اچھا ہو گا۔

جناب سپیکر! اب میں خواتین کے بارے میں بات کرنا چاہوں گی کہ خواتین پاکستان کی ترقی و بہبود کے لئے ہر شعبے میں کام کر رہی ہیں۔ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف خواتین کی ترقی کے لئے ہمیشہ سے کوشاں رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بہت سے اقدامات کئے ہیں جن میں معاشرتی تحفظ کی فراہمی کے لئے خصوصی مرکز برائے تحفظ نسواں ملتان کا قیام قابل ستائش ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ اس کا قیام راولپنڈی شہر میں بھی جلد از جلد کیا جائے۔ وزیر اعلیٰ خود روزگار سکیم کے تحت 6 لاکھ 70 ہزار سے زائد خواتین کو ذاتی کاروبار شروع کرنے کے لئے بلاسود چھوٹے قرضے دیئے جا رہے ہیں اور یہ بہت ہی قابل ستائش بات ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں راولپنڈی کے حوالے سے کہنا چاہوں گی کہ بہت سارے سکولوں کی اپ گریڈیشن ہو گئی ہے لیکن ابھی بھی ان میں کچھ کمی ہے اور کچھ سکولوں میں کلاس رومز کی ضرورت ہے اس کے علاوہ کالجز میں حال وغیرہ کی بھی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میرے بھائی نے رمضان بازاروں کا ذکر کیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! بس تھوڑی سی بات عرض کرنی ہے۔ انہوں نے رمضان بازاروں کا ذکر کیا کہ رمضان بازار اس طرح کے لگائے گئے ہیں کہ وہاں سے پھل بھی نہیں خریدے جا سکتے۔ میرا خیال ہے کہ میرے بھائی نے visit نہیں کیا۔ میں نے رمضان بازاروں کا visit کیا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ غریب لوگوں کے لئے میاں محمد شہباز شریف کا یہ بہت اچھا اقدام ہے کہ انہوں نے وہاں یہ سہولت دی ہے۔ میں چاہوں گی کہ تنقید کرنے کی بجائے اگر کوئی اچھا کام ہو رہا ہے تو اس کی تعریف بھی کی جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب احسن ریاض فتیانہ!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں نے رمضان بازاروں کا visit کیا ہے اور میں اپنی بہن کو تصاویر بھی دکھا سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ آصف صاحب تشریف رکھیں۔ جی، جناب احسن ریاض فتیانہ!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ رمضان کا مہینہ ہے اور امید ہے کہ ہم میں سے بیشتر لوگ روزے سے ہوں گے لیکن۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: الحمد للہ۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں یہ دیکھ کر حیران بھی ہوا اور مجھے پریشانی بھی ہوئی کہ ہم رمضان کے مہینے میں کس طرح سفید جھوٹ بولتے ہیں۔ اس ایوان کے معزز ممبران، اس صوبے کے لیڈران اگر اس ایوان کے اندر آکر ہر چیز کو all is good کہتے ہیں اور دل میں یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کے اندر حقیقت کتنی ہے تو یہ ہم لوگوں کو خود سوچنا چاہئے کہ پھر ہم نے روزہ کیا رکھا ہوا ہے۔

جناب قام مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! بجٹ پر بات کر لیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! جب 2013 کے الیکشنز announce ہو رہے تھے تو اس وقت ہمارے موجودہ وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے بارہا جلسوں میں پوری عوام سے وعدہ کیا تھا کہ ہم four percent of GDP ایجوکیشن کا بجٹ کریں گے چونکہ اگر عوام پڑھی لکھی ہوگی، ان کے پاس ایجوکیشن ہوگی تو پھر یہ ملک ترقی کر سکتا ہے لیکن unfortunately ہم 4 فیصد کیا ہم تو half percent of GDP کے قریب بھی اپنے ایجوکیشن کے بجٹ کو نہیں لے کر جا سکے۔ اس ایوان کے لیڈر، اس صوبہ کے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے وعدہ کیا تھا کہ میں چھ ماہ کے اندر بجلی ٹھیک کر دوں گا، بجلی آجائے گی، لوڈشیڈنگ ختم ہو جائے گی لیکن وہ وعدہ بھی کہیں دور دور تک پورا ہوتا ہوا نظر نہ آیا۔ میرے خیال میں لوڈشیڈنگ کا صرف یہ مسئلہ نہیں ہے کہ بجلی بنائی جائے۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد بجلی کا ایک بہت بڑا مسئلہ بجلی کی ٹرانسمشن لائنز ہیں چونکہ ہمارا ٹرانسمشن سسٹم انتہائی پرانا اور بوسیدہ ہو چکا ہے جس کے لئے funding کی ضرورت ہے، جسے جلد اپ گریڈ کرنے کی ضرورت ہے اور یہ provincial matter ہے لیکن unfortunately صوبے نے اسے کبھی بھی take up نہیں کیا اور صوبے کی یہ priority ہی نہیں رہا۔

جناب سپیکر! اس دفعہ 1970۔ارب روپے اور پچھلے سال بھی کتنے 100۔ارب کا یہاں بجٹ لے کر آئے، ہم ہر سال بجٹ تو لاتے ہیں لیکن اس میں سے کتنا utilize کرتے ہیں کبھی اس ایوان کو نہیں بتایا جاتا ہے۔ اگر بجٹ سے related کوئی سوال کر دیا جائے تو وہ سوال بھی کبھی آگے نہیں جاتا۔ اگر دیکھا جائے تو ہماری کوئی policies، کوئی direction ہی نہیں ہے کہ ہم لوگ یہاں پر جو بجٹ بناتے ہیں جس

مقصد کے لئے بناتے ہیں جس direction کے لئے بناتے ہیں ہم لوگ کبھی اسے اس طرح utilize ہی نہیں کرتے۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ اتنا release نہیں کرتا اور وہ اس ڈر سے block allocation کے اندر پڑا رہتا ہے کہ کبھی بھی یک دم کوئی منصوبہ شروع کرنے کی ضرورت پڑ جائے جو ADP میں نہیں رکھا گیا تو اس کے لئے پیسے موجود رہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس سال block allocation میں فنڈ نہ رکھا جاتا اور at least ہر محکمے کو جتنا بجٹ دینا چاہئے تھا یا جتنا commit کیا گیا تھا اتنا دیا جاتا۔

جناب سپیکر! میں اس ملک کی بات نہیں کرتا بلکہ اس صوبے کی بات کرتا ہوں کہ اس نے اربوں کھربوں روپے کے قرضے اٹھائے ہیں جو اس ایوان تک کو نہیں بتایا گیا کہ ہم نے وہ قرضے کس ریٹ پر اٹھائے؟ کہاں سے اٹھائے اور ہم نے کن شرائط پر یہ قرضے واپس کرنے ہیں۔ وہ قرضے at least اس ایوان سے پاس ہونے چاہئیں تھے اور قرضہ لینے سے پہلے ایوان کو اور ایوان کے سارے نمائندوں کو confidence میں لینا چاہئے تھا چونکہ یہ قرضے اس صوبے کی عوام نے واپس دینے ہیں۔ اس صوبے کی disparity یہاں تک نظر آتی ہے کہ لاہور کے ہر شہری پر سال کے اندر 60ہزار روپیہ خرچ ہوتا ہے اور لاہور سے باہر چلے جائیں تو ہر شہری پر صرف 3ہزار روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ آپ خود اس کی شرح دیکھ لیں کہ لاہور کے ایک شہری پر 60ہزار روپیہ سالانہ خرچہ اور لاہور سے باہر کے ایک شہری پر 3ہزار روپیہ سالانہ خرچہ جو کہ لاہور کے شہری پر خرچے کا 5 فیصد بنتا ہے۔ اگر اسی طرح سے spending کا رجحان رہے گا تو پھر کیا ہوگا؟ آپ کی مشروم organization ہی ہوگی لاہور پر ہی بوجھ بڑھتا جائے گا۔ ہر بندہ بہتر تعلیم، بہتر صحت اور اپنی اولاد کے بہتر مستقبل کے لئے لاہور ہی کا رخ کرے گا۔ اس سے کیا ہوگا؟ لاہور کے اندر کچرا بڑھے گا، سڑکیں تنگ ہوں گی، پراپرٹیز کے لئے مسائل بڑھیں گے۔ ایل ڈی اے کی کوئی سمت نہیں ہے، ایل ڈی اے جو کالونی بناتا ہے آپ کو پتا ہے کہ ایل ڈی اے کا ماسٹر پلان بنتا ہے جس میں decide ہوتا ہے کہ اتنے فیصد کمرشل اراضی ہوگی باقی residential ہوگی یا یہ روڈ ایسے ہوگی۔ آپ 1970 سے لے کر آج تک سو سائٹیز اٹھا کر دیکھ لیں ان کے ماسٹر پلان کی دھجیاں اڑا دی گئی ہیں چونکہ پیسے generate نہیں ہو رہے تھے تو کہا گیا کہ ہر چیز کمرشلائز کر دو اور پیسا کما کر دو۔ ایل ڈی اے کا کام پیسا کما کر دینا نہیں تھا بلکہ ایل ڈی اے کا کام تھا کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! Wind up کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔ سارے پارلیمنٹیری لیڈرز کا ٹائم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے لیڈر نے بات کر لی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں independent ہوں میں (ق) لیگ میں نہیں ہوں۔

معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے آوازیں: جناب سپیکر! عوامی لیڈر ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، روزہ داروں پر شفقت کر دیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں بھی روزہ دار ہوں۔ اگر میں روزے میں بات کر سکتا ہوں تو وہ تو سن رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں جناب! Wind up کی طرف لے جائیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اگر میں یہاں پر سستی روٹی یا دوسری flopped schemes گنوانا شروع کر دوں تو پھر وہ بہت لمبی لسٹ ہو جائے گی اس لئے میں ان پر نہیں جاؤں گا۔ میں تو آپ کے ذریعے یہ request کرنا چاہوں گا کہ جن لوگوں نے بھی وزیراعلیٰ پنجاب کو یہ گندے مشورے دیئے جن کی وجہ سے عوام کے ٹیکسز کا کھربوں روپیہ ضائع ہوا at least ان کو تو کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور ایوان کو بتا دیا جائے کہ کن عقلمند لوگوں نے اتنے اعلیٰ مشورے دیئے کہ کھربوں روپیہ ڈوب گیا لیکن کسی کو کوئی مفاد حاصل نہ ہوا۔ ہم نے جو لیپ ٹاپ سکیم کے ذریعے یوتھ کو oblige کرنے کی کوشش کی ہوئی ہے یہ کامیاب نہیں ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر! میں آپ کے ذریعے استدعا کروں گا کہ یہ جو اربوں روپیہ لیپ ٹاپ کے نام پر لگایا جا رہا ہے اسے ایجوکیشن میں missing facilities پر لگا دیں۔ مجھے یہ سنتے پانچواں سال ہے کہ missing facilities پر اتنے ارب روپے لگنے ہیں at least اتنے سالوں میں ہماری missing facilities تو ختم ہونی چاہئیں۔ ایسی کون سی missing facilities ہیں کہ ہم لوگ ہر سال اربوں روپے لگاتے ہیں لیکن پھر بھی missing facilities ختم نہیں ہوتیں؟ ایک ہی دفعہ لسٹیں بنا کر ختم کر دی جائیں تاکہ ہم کسی اور direction میں بڑھ سکیں۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہمارا جو بھکھی پاور پلانٹ بہہ گیا ہے اگر ہو سکے تو at least اسے ہی نہر سے recover کر لیں۔

جناب سپیکر! ہم نے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو bifurcate کر دیا ہے جس کی وجہ سے under utilization of budget ہوا۔ کیا یہ گڈ گورننس کی اچھی example نہ ہوتی کہ ہم اسے اتنے بہتر

طریقے سے run کرتے کہ اسے bifurcate کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ لوگ پہلے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی وجہ سے تنگ تھے انہیں سمجھ نہیں آتی تھی کہ ادھر جانا ہے یا ادھر جانا ہے سپیشل ایجوکیشن کے پاس ہے، ہائر ایجوکیشن کے پاس ہے یا سکول ایجوکیشن کے پاس ہے۔ اب جب سے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ bifurcate کیا گیا ہے تب سے لوگ اور زیادہ گھن چکر ہو گئے ہیں۔ انہیں سمجھ نہیں آ رہا کہ ہم ہیلتھ کی facilities کس سے جا کر مانگیں؟ ہم جا کر کس کا دروازہ کھٹکھٹائیں ؟اس کے بعد آپ دیکھیں کہ ہمارا زرعی صوبہ ہے، برادر شوگر ملز عوام کے پیسے نہیں دے رہی تھی، کئی بار اس ایوان میں معاملہ اٹھنے کے باوجود وہ پیسے عوام کو نہیں مل سکے اور یہ ایوان کسانوں کو پیسے لے کر نہیں دے سکا بالآخر کسان کو عدالتوں سے ریلیف ملا اور برادر شوگر ملز سے payment ملی۔ زراعت پر ہماری گرفت اتنی گندی ہو چکی ہے کہ ہمارا کسان کسان کشی کا شکار ہو چکا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے پانچ سالوں میں گندم کا وہی ریٹ ہے، کماد کا وہی ریٹ ہے، ہماری فصلوں کا وہی ریٹ ہے جو مل میں بیچتے ہیں یا fresh product لے کر آتے ہیں لیکن کھاد کے ریٹ، سپرے کے ریٹ، واپڈا کے بلوں کے ریٹ یعنی سب میں مہنگائی آ رہی ہے ہمارے خرچے بڑھتے جا رہے ہیں لیکن ہماری فصل کا ریٹ ایک ہی جگہ پر روکا گیا ہے۔ ہماری فصل کا ریٹ تو بڑھنا چاہئے چونکہ مہنگائی اسی طرح فصل کے ریٹ پر بھی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! اس ایوان نے لوکل باڈیز ایکٹ بنایا جس پر اپوزیشن نے بہت تنقید کی اور کچھ حکومتی ممبران بھی اس پر کئی کئی گھنٹے اپنی ترمیم پر بولے لیکن at the end of the day عدالت کے حکم پر ہمیں پھر یہ amend کرنا پڑا۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہم لوگوں نے Women Protection Bill اس ایوان کے اندر پاس کیا۔ ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں ہم سب کو بہت عزیز ہیں۔ ہم نے ان سب کی protection کے لئے یہ بل بنایا لیکن اس کے اندر اب تک کتنی ترامیم آ چکی ہیں اور اس پر کتنے issues بن چکے ہیں ؟اس حوالے سے ابھی تک ہم نے صرف ملتان کے اندر ایک Women Protection Centre بنایا ہے۔ کیا صرف ملتان کے اندر عورتوں کو حقوق چاہئیں، کیا باقی پنجاب کے اندر عورتوں کو یہ حقوق نہیں چاہئیں، کیا ان کے مسائل حل نہیں ہونے چاہئیں اور ان کے لئے protection centres نہیں ہونے چاہئیں؟

جناب سپیکر! ہم نے پولیس کے اُوپر کھربوں روپے لگا دیئے ہیں۔ ہم نے ڈولفن فورس بنا دی اور ہم نے پولیس کی یونیفارم تبدیل کر دی۔ نئی فورسز بنانا یا یونیفارم تبدیل کرنا اصل کام نہیں بلکہ پولیس کا mindset change کرنا ضروری ہے۔اب ہم تھانے میں printed FIR ضرور بنا کر دیتے ہیں لیکن باقی procedures وہی دقیانوسی ہیں، وہی انگریز دور کے procedures چلتے آ رہے ہیں اور ہم ان کے اندر کوئی changes لے کر نہیں آئے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم پولیس کا mindset change کریں، پولیس کو Psychiatrists رکھ کر دینے چاہئیں اور ان کی ٹریننگ بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔اگر پولیس کا mindset تبدیل ہو گا، پولیس والوں کا روّیہ بہتر گا تو پھر آپ کا معاشرہ بہتری کی طرف جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: احسن ریاض فتیانہ صاحب! wind up کر لیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ مزید لوں گا۔ ہمارے ہاں لیور ٹرانسپلانٹ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ہم ہر سال ضمنی بجٹ میں دیکھتے ہیں کہ حکومت پنجاب ضرورت مند لوگوں کو انڈیا بھیج کر انہیں lever transplantation کروا کر دیتی ہے اور 70،70 لاکھ روپے فی مریض کے حساب سے ہم انڈیا کو ادائیگی کرتے ہیں جو کہ کہنے کو ہمارا دشمن ملک ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہم اپنے ملک یا صوبے کے اندر lever transplantation کا انتظام کریں اور اس کے لئے ایک specialized hospital قائم کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہم سب کے حلقوں میں امن وامان کا ایک بہت بڑا issue ہے۔ پہلے زمانے میں جو چور یا ڈکیت پکڑے جاتے تھے وہ اَن پڑھ لوگ یا criminals ہوتے تھے۔اب آپ کے ڈاکٹرز، انجینئرز اور ماسٹر ڈگری ہولڈرز لڑکے چوریاں کر رہے ہیں اور ڈاکے ڈال رہے ہیں۔اس کی ایک بہت بڑی وجہ unemployment ہے اور unemployment اس لئے ہے کیونکہ ہم لوگ foreigners کو اپنے ملک میں بُلا کر بہت زیادہ معاوضے پر hire کر رہے ہیں۔ ہم لوگ dual nationals کو اپنے ملک کے لئے hire کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس کی جیتی جاگتی مثال سپیشل مینجمنٹ یونٹ کی دیتا ہوں جو کہ ہم نے 3۔کلب روڑ پر بٹھایا ہوا ہے اور جس کو سلمان صوفی صاحب head کر رہے ہیں۔وہ LUMS کے پروفیسر ہیں اور انہوں نے LUMS کے سارے بچے لا کر بھرتی کر لئے ہیں۔ کیا گورنمنٹ کالج یا پنجاب یونیورسٹی سے پڑھے ہوئے بچے کی کوئی وُقعت نہیں کہ آپ نے صرف LUMS کے بچے hire کئے

ہیں۔آپ نے کسی گورنمنٹ یونیورسٹی کا بچہ hire نہیں کیا۔کیوں،کیاوزیراعلیٰ پنجاب بھی اس چیز کو تسلیم کرتے ہیں کہ LUMS کے علاوہ پڑھے ہوئے کسی بچے کی تعلیم کی کوئی وُقعت ہی نہیں ہے؟کیاوجہ تھی کہ سپیشل مینجمنٹ یونٹ کے لئے ہم نے 26یا27لڑکیاں hire کر لیں اور کسی ایک لڑکے کو hire نہیں کیا گیا؟ہم gender equality کی بات کرتے ہیں اور ہم لوگ کسی ایک gender کو دوسرے پر حاوی کرنے کی بات نہیں کرتے۔عورتیں ہماری مائیں،بہنیں اور بیٹیاں ہیں لیکن عورت نے گھر نہیں چلانا بلکہ اس معاشرے اور کلچر کے مطابق مرد نے گھر چلانا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب احسن ریاض فتیانہ!تشریف رکھیں کیونکہ آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!آپ کا حکم ہے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت مہربانی۔اب محترمہ سعدیہ سہیل رانا بات کریں گی۔محترمہ!آپ نے جذباتی نہیں ہونا۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر!بہت شکریہ۔میں بالکل relax ہوں،کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حزب اقتدار سے تعلق رکھنے والی بہنوں سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ سکون سے ٹھنڈے ماحول میں میری بات سُنیں۔میں اپنی تقریر کا آغاز ہمیشہ شعر سے کرتی ہوں اس لئے آج بھی پہلے شعر عرض کروں گی کہ:

نہ گفتگو سے نہ وہ شاعری سے جائے گا
عصا اُٹھاؤ کہ فرعون اسی سے جائے گا
اگر ہو فکر گریباں تو گھر میں جا بیٹھو
یہ وہ عذاب ہے جو دیوانگی سے جائے گا
بُجھے چراغ لٹی عصمتیں چمن اُجڑا
یہ رنج جس نے دیا کب خوشی سے جائے گا
جیو ہماری طرح سے مرو ہماری طرح سے
نظامِ زر تو اسی سادگی سے جائے گا
جگا نہ شہر کے مصاحب کو خواب سے جالب
گر وہ جاگ اُٹھا تو نوکری سے جائے گا

جناب سپیکر!آج ہم یہاں جو معزز ممبران بیٹھے ہیں میرے خیال میں ان سب کے گھروں میں بچے یا بہن اور بھائی ہیں۔ حزب اختلاف کی طرف سے بجٹ تقریر کے موقع پر جو احتجاج ہوا اس کو بہت زیادہ تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔سب سے پہلے میں اسی حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ میرے تین بچے ہیں۔اگر میں اور میرا خاوند بازار جاتے ہیں اور اپنے دو بچوں کے لئے اچھے کپڑے اور کھانے کے لئے چیزیں لے کر آتے ہیں جبکہ تیسرے بچے کے لئے کچھ نہیں لاتے۔جب وہ بچہ میری طرف دیکھتا ہے تو میں کہتی ہوں کہ اوہ!سوری بیٹا میں بُھول گئی ہوں۔ میں اگلی بار تمھارے لئے یہ سب کچھ ضرور لے کر آؤں گی۔

جناب سپیکر!اگلی دفعہ بھی میں وہی کچھ کرتی ہوں۔ بازار جاتی ہوں اور اپنے دو بچوں کے لئے کپڑے اور دوسری بہت سی چیزیں لے آتی ہوں جبکہ تیسرے بچے کے لئے کچھ نہیں لاتی۔جب تیسرا بچہ پھر میری طرف دیکھتا ہے تو میں کہتی ہوں کہ اوہ!تم تو پھر رہ گئے۔اچھا اچھا اب اگلی دفعہ آپ کے لئے لازماً سب کچھ لے کر آؤں گی۔ماں باپ سے زیادہ قابل عزت و احترام اور عظیم رشتہ کوئی نہیں لیکن ایک وقت آتا ہے کہ وہ تیسرا بچہ چیخ پڑتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ میرا حق کدھر ہے، کیا میں آپ کا سوتیلا بچہ ہوں جو آپ مجھے ہر بار بُھول جاتی ہیں؟تو اُس دن ایوان میں جو سیٹی گونج رہی تھی وہ ان سوتیلے بچوں کا احتجاج تھا کہ ہمیں پچھلے پانچ سالوں سے کیوں ignore کیا جارہا ہے؟کیا ہم حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ممبران لوگوں کے ووٹ لے کر نہیں آئے اور کیا ہم نے کسی کو جواب نہیں دینا؟

جناب سپیکر!اس ایوان کا سربراہ ہم سب کے لئے ایک باپ کا درجہ رکھتا ہے تو وہ کیوں ہمارے حقوق کی تلفی کرتا ہے، وہ کیوں ایسا سلوک کرتا ہے کہ بچے کو چیخ کر، رو کر، ضد کر کے بتانا پڑے کہ میں بھی موجود ہوں اور مجھے آپ کیسے neglect کر سکتے ہو؟اس روز ہم نے اپنی موجودگی کا بتانا تھا کہ ہم موجود ہیں اور یہی وجہ تھی کہ ہم نے احتجاج کیا اور سیٹیاں بجائیں ورنہ میری بہن محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا میرے لئے بہت قابل عزت و احترام ہیں۔ان کو پتا ہے کہ جب یہ وزیر خزانہ بنیں تو میں نے دل کھول کر ان کی تعریف کی تھی کیونکہ جب ایک عورت empower ہوتی ہے، کسی ایک عورت کو عزت ملتی ہے تو اس سے ساری عورتوں کا وقار بلند ہوتا ہے۔

جناب سپیکر!میں نے اپنی جو بجٹ تقریر لکھی تھی وہ میں نے ایک طرف رکھ دی ہے۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ اس بجٹ کے ثمرات کہاں کہاں پہنچے ہیں؟جب میں اس ایوان کے اندر دیکھتی ہوں تو حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے معزز ممبران اس بجٹ کے ثمرات سے محروم نظر آتے

ہیں۔جب میں اس ایوان سے باہر نکلتی ہوں تو باہر کیمرہ مین اور ہمارے میڈیا کے لوگ شدید گرمی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ہم اتنا نہیں کر سکے کہ انہیں اس شدید گرمی سے بچانے کے لئے chiller لگا دیتے۔ انہیں جو کولرز لگا کر دیئے گئے ہیں وہ آگ پھینک رہے ہیں۔اگر یہ بجٹ ان صحافی حضرات کو ثمر نہیں پہنچا سکتا تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔جب میں اسمبلی کی حدود سے باہر گئی تو میں نے دیکھا کہ ہمارے گارڈز، پولیس والے اور بہنیں ہماری حفاظت کے لئے موٹی وردیوں میں ملبوس دھوپ اور گرمی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ان کو بھی اس بجٹ کے ثمرات نہیں پہنچے تو پھر اس بجٹ کے ثمرات کہاں جا رہے ہیں اور یہ ہمیں کیوں نظر نہیں آ رہے؟

جناب سپیکر!جب میں ہسپتالوں میں جاتی ہوں تو پتا چلتا ہے کہ وہاں مریضوں کو ادویات نہیں مل رہیں۔سفارش کے بغیر مریض کو داخلہ نہیں ملتا،آپریشن نہیں ہوتا اور وینٹی لیٹر کے بغیر مریض مر رہے ہوتے ہیں۔مجھے تو اس بجٹ کے ثمرات نظر نہیں آتے۔میرا دل اتنا بڑا ہے کہ اگر حکومت کوئی اچھا کام کرے گی تو میں اس کو ضرور appreciate کروں گی۔خواتین کے bill میں ہم نے حزب اقتدار کے ساتھ مل کر کام کیا۔ملتان میں خواتین کے تحفظ کے لئے ایک سنٹر قائم ہوا ہے۔یہ بہت اچھا قدم ہے۔آپ خواتین کو حقوق دیں اور ان کو ضرور empower کریں۔آپ عملی طور پر ہسپتالوں اور سکولوں میں جا کر دیکھ لیں تو آپ کو بجٹ کے ثمرات کہیں نظر نہیں آئیں گے۔

جناب سپیکر!اورنج ٹرین کے لئے مزید 93۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ہمیں بھی پاکستان اور لاہور سجا ہوا خوبصورت لگتا ہے۔یہاں پر بلٹ ٹرین،اورنج ٹرین اور کیبل چلے ہمیں یہ بالکل بُرا نہیں لگے گا۔اللہ تعالیٰ وہ دن لائے کہ ہمارا ہر شہر پیرس بن جائے لیکن جب آپ کے پاس بھوک میں خوراک نہ ہو،مریضوں کو ادویات میسر نہ ہوں،بچوں کو سکولوں میں داخلے کی سہولت نہ ہو اور آپ کی عزتیں،مال اور جان محفوظ نہ ہو تو پھر یہ باتیں اچھی نہیں لگتیں۔ان حالات میں یہ تمام باتیں مذاق لگتی ہیں۔خدارا پہلے اپنی priorities کو دیکھیں اور اپنی priorities کو مدنظر رکھیں۔

جناب سپیکر!یہ ہمارا آخری اجلاس ہے۔ابھی سردار حسن اختر موکل نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگلی اسمبلی میں اللہ ہی جانتا ہے کہ کس کس نے آنا ہے۔جب اس اسمبلی کا پہلا اجلاس ہوا تھا تو مجھے کئی چہرے یاد ہیں جو یہاں ایوان میں بیٹھے تھے لیکن آج وہ ہم میں نہیں ہیں۔ شجاع خانزادہ(مرحوم)وہاں تشریف فرما ہوا کرتے تھے اور یہاں ہمارے ساتھ جناب محمد صدیق خان(مرحوم)بیٹھا کرتے تھے۔خُرم گلفام یہاں پر پہلے اجلاس میں موجود تھا۔میں پہلے بجٹ کے موقع

پر اسے تنگ کر رہی تھی۔ ہمارا آپس میں بہن بھائیوں والا ایک پیار تھا لیکن آج وہ ہم میں نہیں ہیں۔ ہم رمضان کے مہینے میں روزہ رکھ کر یہاں بیٹھ کر کیا کر رہے ہیں؟ ہمیں اللہ نے یہ عزت اور موقع دیا ہے کیا ضروری ہے کہ ہمیں بار بار موقع ملے گا؟ ہم نے اللہ کو جواب دینا ہے آج ہم یہاں پر ہیں کل ہم شاید یہاں پر نہ ہوں اور ہو سکتا ہے کہ آپ ایک دن یہاں پر میری فاتحہ پڑھ رہے ہوں۔ کسی کی موت کا کوئی پتا نہیں ہوتا تو ہمیں سوچنا چاہئے کہ میں نے کیا role play کیا، اللہ نے مجھے جو عزت دی، کیا میں نے اُس کے ساتھ انصاف کیا؟ یہ سوال ضرور رہ جائے گا۔ معزز خواتین ممبران حزب اقتدار وہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں وہ میری بہت پیاری اور قابل عزت بہنیں ہیں۔ میری بہنو! یہ ملک ہم سب کا ہے تو ہم سب نے مل کر اس کو بہتری کی طرف لانا ہے۔ پاکستان زندہ باد۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب جاوید اختر!

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! شکریہ۔ ملتان میں جس دن میٹرو بس کی بنیاد رکھی گئی تو ہم نے اُس دن بھی اپیل کی کہ خدارا ملتان میں میٹرو کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ملتان میں صاف پانی کی ضرورت ہے، سیوریج کا مسئلہ ہے، ہسپتالوں میں ایک ایک بیڈ کے اوپر چار چار مریض پڑے ہیں لیکن ہماری نہ سُنی گئی۔ ملتان میں میٹرو بس کے اوپر 32۔ارب روپیہ لگایا گیا ہے آج کی صورتحال ہے کہ اُس بس پر کوئی آدمی بیٹھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ بسیں خالی جا رہی ہیں اور وہاں سے آدھی بسیں لاہور میں آچکی ہیں۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ ہمارے علاقوں میں لوگوں کو تعلیم کی ضرورت ہے، علاج کی ضرورت ہے، پینے کے لئے صاف پانی کی ضرورت ہے۔ وہ لوگ تعلیم، علاج اور پینے کے صاف پانی کے لئے ترس رہے ہیں۔ انہوں نے 32۔ارب روپیہ میٹرو بس کے اوپر لگا کر برباد کر دیا ہے۔ ملتان میں نشتر ہسپتال 60 سال پہلے بنا تھا ہمیں اس جیسا ایک اور ہسپتال چاہئے۔ یہاں پر کارڈیالوجی میں کسی غریب آدمی نے آپریشن کرانا ہوتا ہے تو اُس کو ایک سال کا ٹائم ملتا ہے اگر یہی پیسا ہسپتالوں میں لگتا تو خدا جانتا ہے کہ اُس غریب آدمی کا آپریشن بھی ایسے ہی ہو جاتا جیسے امیر آدمی صبح ہسپتال جا کر اپنا آپریشن کرا کر شام کو گھر واپس آ جاتا ہے۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ ہمیں بھی اعتماد میں لیا کریں اگر آپ ہمیں اعتماد میں لیں گے تو ہم آپ کو اچھا مشورہ دیں گے۔ حزب اقتدار والے کہتے ہیں کہ حزب اختلاف والے ہمارے اوپر attack کرتے ہیں۔ ہم چار سال سے اس اسمبلی کے ممبر ہیں اور لوگوں نے ہمیں ممبر منتخب کیا ہے تو ہمارا کیا قصور ہے۔ جب لوگ ہمارے پاس کام کے لئے آتے ہیں تو ہم اُنہیں کیا جواب دیں؟ میں یہ کہوں گا کہ کوئی کسی کے ساتھ ناانصافی کرتا ہے تو وہ اس دنیا میں بھی جوابدہ ہو گا اور آخرت میں بھی اُس کو جواب دینا ہو گا۔

جناب سپیکر! انہوں نے یہ بجٹ صرف آنے والے الیکشن کے لئے پیش کیا ہے اس میں کسی غریب آدمی کو ریلیف نہیں دیا۔ غریب آدمی کا بچہ آج بھی زمین پر بیٹھ کر پڑھ رہا ہے اور امیروں کے بچے مہنگے ترین پرائیویٹ سکولوں میں جاتے ہیں۔ حکومت تعلیم کے اوپر پیسے لگائے تاکہ غریب آدمی کے بچے کو بھی اچھی تعلیم دی جا سکے۔ میں یہی کہوں گا کہ کارڈیالوجی میں لوگوں کو سال سال کا ٹائم ملتا ہے تو ایسا سسٹم بنایا جائے کہ اُن کے وقت پر آپریشن ہو سکیں۔

جناب سپیکر! خدا جانتا ہے کہ ملتان شہر میں جس دن سے میٹرو بس کی بنیاد رکھی گئی ہے تب سے عید کی نماز بھی لوگ گندے پانی سے گزر کر پڑھتے ہیں۔ خدا کی قسم جنازے کے لئے لوگ چھ چھ گلیاں بدل کر جاتے ہیں اور قبرستان پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ بچوں کے کھیلنے کے لئے وہاں پر کوئی پارک نہیں ہے جو پارک ہیں وہ بھی اُجڑے ہوئے ہیں۔ میری بہن محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہیں میں نے پچھلے انہی اپنے علاقے کی تصویریں دی تھیں میں نے کہا کہ محترمہ! میرے علاقے کا بہت بُرا حال ہے تو آپ پی پی۔195 کی طرف توجہ دیں۔ حکومت ہمیں فنڈز نہ دے ہم سے جو ہارے ہوئے لوگ ہیں خدارا انہی فنڈز دے دیں اور اُن کے نام کی تختیاں لگا دیں کیونکہ ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جناب سپیکر! میں پھر محترمہ سے اپیل کرتا ہوں کہ ہمارے حلقوں میں جائیں، اپنے نمائندوں کو بھیجیں اور اگر محترمہ کہیں گی تو میں اپنے حلقے کی تصویریں دوبارہ پیش کر دوں گا۔ میں پھر اپیل کروں گا کہ لوگ پریشان حال ہیں اُن علاقوں میں چھوٹے چھوٹے ہسپتال اور ڈسپنسریاں بنائی جائیں تاکہ غریب آدمی اپنا علاج کرا سکے اور میں پھر یہ کہتا ہوں کہ یہی ہمارے اعمال آخرت میں ہمارے کام آئیں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ملک تیمور مسعود!

ملک تیمور مسعود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے کھلے دل کے ساتھ محترمہ وزیر خزانہ کو اس لحاظ سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک جمہوری حکومت کے اندر مسلسل پانچویں بار بجٹ پیش کیا کیونکہ جمہوری اقدار اور جمہوری روایات کے حوالے سے ہم بات کریں تو آج ملک کے اندر رونا رویا جاتا ہے کہ ہمارے ہاں جمہوریت پروان نہیں چڑھ سکی تو یقیناً اُن کو ضرور یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے یہ پانچواں بجٹ پیش کیا لیکن میں اس لحاظ سے بھی ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ پنجاب میں 19 کھرب روپے کا بجٹ پیش کیا جانا یہ بھی یقینی طور پر کریڈٹ کی بات ہے۔ میری خواہش تھی کہ میں اس تاریخی بجٹ میں موجود ہو سکوں لیکن میری بدقسمتی کہ میں بجٹ پیش ہونے

کے روز اجلاس میں شریک نہیں ہو سکا لیکن اُس کے بعد جب اس بجٹ پر بحث شروع ہوئی تو بجٹ کے حجم اور مختلف شعبہ جات کے لئے فنڈز مختص کئے جانے کے حوالے سے معزز ممبران حزب اقتدار کی تقاریر اور تعریفیں سُنیں تو یقیناً یہ باتیں کانوں کو بھلی لگتی ہیں لیکن جب میں اس بجٹ کے پس منظر میں جاتا ہوں کہ 19 کھرب روپے کا بجٹ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے۔ اس میں ایجوکیشن سیکٹر اور ہیلتھ سیکٹر کے لئے بھی پیسے رکھے گئے اور ملازمین کی تنخواہوں میں بھی 10 فیصد اضافہ کیا گیا لیکن میں صرف اتنی بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر بیٹھے ہوئے معزز ممبران اُن کا تعلق حزب اقتدار سے ہو یا اُن کا تعلق حزب اختلاف سے ہو، دل پر ہاتھ رکھ کر کہیں کہ ہم نے اپنے علاقے کے لوگوں کی نمائندگی کی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے علاقے کے لوگوں کا نمائندہ بنا کر اس اسمبلی میں بھیجا، اگر ہم اُس کی قسم کھا کر کہیں تو کیا ہمارے اس ایوان کے بجٹ میں جو اعداد و شمار دیئے گئے ہیں کیا ہم یہ بات ماننے پر مجبور ہو جائیں کہ ہر سال جس طرح سے بجٹ آ تا رہا ہے۔ کیا صوبے کے لوگوں کا معیار زندگی بھی بلند ہوا ہے؟ ہر سال سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں جو اضافہ کیا گیا ہے تو کیا اس سے سرکاری ملازم خوشحال ہو گیا ہے؟ کیا تین لاکھ سے زائد پنشنرز کی حالت کو بہتر کیا گیا ہے؟ کیا پنجاب کے ایجوکیشن سیکٹر کے اندر بہتری آئی ہے؟ آج ہم ایجوکیشن سیکٹر میں 345۔ارب روپے کا بجٹ پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اتنی بڑی رقم ایجوکیشن کے لئے رکھی ہے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن بجٹ کسی بھی بجٹ کے حجم کے تناسب سے طے کیا جاتا ہے۔ آج افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ گزشتہ پانچ سالوں سے ایجوکیشن کے بجٹ میں بتدریج 5 فیصد کمی ہو رہی ہے۔ 14-2013 کے بجٹ میں ایجوکیشن کا بجٹ 19 فیصد تھا۔ 15-2014 کے بجٹ میں ایجوکیشن کا بجٹ 20 فیصد تھا اور آج کا جو ایجوکیشن بجٹ ہے وہ کل بجٹ کا 17 فیصد ہے۔ اس طرح 5 فیصد کمی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر حکومتی ممبر میری بہن نے بات کی کہ ایجوکیشن پر پیسے تو بہت لگائے جا رہے ہیں لیکن quality of education پر زور نہیں دیا جا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم پنجاب پبلک سروس کمیشن کا رزلٹ دیکھیں تو 2 فیصد کے قریب بچے پاس ہوتے ہیں۔ کیا ہم یہ تعلیم دے رہے ہیں؟ کیا ہم اتنا بڑا بجٹ پیش کرنے کے باوجود بھی ایجوکیشن سیکٹر کے اندر priorities set نہیں کر پا رہے۔

جناب سپیکر! آج ہیلتھ پر بات کی جاتی ہے۔ یہاں پر میرے بھائی وقاص صاحب نے بہت پیاری باتیں کی ہیں۔ میرا دل بھی ان کی طرح بہت سی تجاویز دینے کو کرتا ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پانچ سال ہم اس ایوان کی توجہ پوائنٹ آف آرڈر اور تحاریک التوائے کار کے ذریعے ان چیزوں

کی طرف دلاتے رہے کہ ہمارا ہیلتھ سیکٹر تباہی کے دہانے پر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاہور پر سب سے زیادہ توجہ دی جارہی ہے۔ اگر ہم اس لاہور ہی کی بات کریں تو اس کے اندر جو آٹھ ہسپتال ہیں جو بڑے ہسپتال ہیں وہاں بھی وینٹی لیٹرز موجود نہیں ہیں۔ عالمی معیار کے مطابق ایک سو مریضوں کے لئے ایک وینٹی لیٹر ہونا چاہئے لیکن بد قسمتی سے لاہور کے اندر 570 مریضوں کے لئے ایک وینٹی لیٹر دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود بھی ہم ہیلتھ کے اوپر بات کرتے ہیں اور ہیلتھ کے بجٹ کی بات کرتے ہیں۔ میں افسوس سے کہتا ہوں کہ ہر سال اضافے کے باوجود کیوں ہماری مائیں اور بہنیں پسماندہ علاقوں سے بلکہ پورے پنجاب سے علاج کے لئے لاہور آتی ہیں۔ انہیں لاہور کے سروسز ہسپتال اور گنگارام ہسپتال کی ایمرجنسی میں بیڈز نہیں ملتے اور فرش پر ان کے بچوں کی جانیں چلی جاتی ہیں لیکن پھر بھی ہماری آنکھیں نہیں کھل رہیں۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ کا گورکھ دھندہ ہے۔ ہم آخر کس طرف جائیں اور کس چیز کا اسے credit دیں کہ ہم ایک طرف بات کرتے ہیں کہ ہم اس ملک کو، اس پنجاب کو بہت کچھ دے رہے ہیں لیکن ہم جب عملی طور پر جا کر grass roots level پر لوگوں کی حالت زار کو دیکھنے کی بات کرتے ہیں تو اسی طریقے سے جس طرح میرا اپوزیشن کا بھائی اپنے علاقے کے لئے دُہائیاں دے رہا ہے، اپنے علاقے کی گلیوں اور نالیوں کے لئے دُہائیاں دے رہا ہے تو اسی طریقے سے پانچ سال سے ہم بھی دُہائیاں دیتے رہے ہیں لیکن ایک بات ہم ضرور کریں گے کہ ہمارا ضمیر اس حوالے سے مطمئن ہے۔ ہم نے اپنے حلقہ کے عوام کو بھی یہ بتایا ہے اور اپنے علاقہ کے لوگوں کو بھی یہ بتایا کہ آپ لوگوں نے تو ہمیں ضرور کامیاب کیا ہے آپ لوگوں نے تو ہمیں نمائندگی کا حق ضرور دیا ہے لیکن جب ہم جا کر اس ایوان میں بیٹھے اور ہم نے حکمرانوں کے ضمیروں کو جھنجھوڑا اور ان کو خدا کے واسطے دے کر یہ کہا کہ یہ علاقے کے لوگ اسی پنجاب کے لوگ ہیں جنہوں نے مسلم لیگ (ن) کے مخالف امیدواروں کو کامیاب کیا۔ اس وجہ سے ان لوگوں نے آپ لوگوں کی تذلیل کی ہے۔ میرے بھائی انصاری صاحب نے یہاں کہا ہے کہ یہ مکافات عمل ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا حساب اس جہان میں دینا پڑے گا اور اگلے جہان میں بھی دینا پڑے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آج کی list مکمل ہو گئی ہے۔ اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 8۔جون 2017 کو 11:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس روز بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔